الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 28 ستمبر 2007ء — 16 رمضان المبارک 1428 ہجری قمری ❁ 28 تبوک 1386 ہجری شمسی — شمارہ 39

روزہ دار کے لئے دوخوشیاں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ روزہ دار کے لئے دوخوشیاں مقدر ہیں۔ ایک وہ خوشی جو وہ اسے اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ خدا کے فضل سے اپنے روزوں کو مکمل کر لیتا ہے۔ یہ خوشی اسے دنیا میں ملتی ہے اور ایک وہ خوشی جو اسے آخرت میں ملے گی جب وہ اپنے ربّ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے راضی ہوگا۔

(بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام الله)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

فدیہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو

جوشخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو۔

''﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾۔ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں۔ اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اُس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔

اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس اُمّت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لئے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں کرتا ہے کب اُس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور مَیں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلّف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص سے رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اُسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اُسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 563-564 جدید ایڈیشن)

☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾ ☾

فرمودات خلفاء

رمضان اور استجابت دعا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ اگر مَیں نے کہا ہے کہ مَیں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ مَیں ہر ایک پکار کو سن لیتا ہوں۔ جس پکار کو مَیں سنتا ہوں اس کے لئے دو شرطیں ہیں۔ اوّل مَیں اس کی پکار سنتا ہوں جو میری بھی سنے۔ دوسرے مَیں اس کی پکار سنتا ہوں جسے مجھ پر یقین ہو، مجھ پر بدظنی نہ ہو۔ اگر دعا کرنے والے کو میری طاقتوں اور قوتوں کا یقین ہی نہیں تو مَیں اس کی پکار کو کیوں سنوں گا۔ پس قبولیت دعا کے لئے دو شرطیں ہیں۔ جس دعا میں یہ دو شرطیں پائی جائیں گی وہی قبول ہوگی اسی لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے اَلدَّاعِ فرمایا ہے جس کے معنے ہیں ایک خاص دعا کرنے والا۔ اور اس کے آگے شرائط بتا دیں جو اَلدَّاعِ میں پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ میری سنے اور مجھ پر یقین رکھے۔ یعنی وہ دعا میرے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہو، جائز ہو، ناجائز نہ ہو، اخلاق کے مطابق ہو، سنت کے مطابق ہو، اگر کوئی شخص ایسی دعائیں کرے گا تو مَیں بھی اس کی دعاؤں کو سنوں گا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اے اللہ! میرا فلاں عزیز مر گیا ہے تُو اسے زندہ کر دے تو یہ دعا قرآن کے خلاف ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ جب اُس نے قرآن کی ہی نہیں مانی، محمد رسول اللہ ﷺ کی نہیں مانی تو خدا اُس کی بات کیوں مان لے۔ پس ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تمہیں چاہئے کہ تم میری باتیں مانو اور مجھ پر یقین رکھو۔ اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے تو مَیں بھی تمہاری دعا کیسے سن سکتا ہوں؟ پس قبولیت دعا کے لئے دو شرطیں ہیں اول ﴿فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ﴾ تم میری باتیں مانو، نمبر دو ﴿وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ﴾ اور مجھ پر یقین رکھو۔ جو لوگ ان شرائط کو پورا نہیں کرتے وہ دیندار نہیں۔ وہ میرے احکام پر نہیں چلتے اس لئے مَیں بھی یہ وعدہ نہیں کرتا کہ مَیں ان کی دعائیں سنوں گا۔ بے شک مَیں ان کی دعاؤں کو بھی سنتا ہوں مگر اس قانون کے ماتحت ان کی ہر دعا کو نہیں سنتا۔ لیکن جو شخص اس قانون پر چلتا ہے۔ اور پھر دعائیں بھی کرتا ہے مَیں اس کی ہر دعا کو سنتا ہوں''۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 405-405)

❁❁❁❁❁

قرآن کریم کے
بتدریج نزول میں حکمت

(احسان اللہ دانش۔ ربوہ)

قرآن کریم حضرت رسول کریم ﷺ پر ساڑھے بائیس سال سے زائد عرصہ میں نازل ہوا۔ نزول کی یہ انتہائی معمولی رفتار قرآن کریم کی ایک ایسی خصوصیت ہے جس میں بے شمار فوائد اور حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (بنی اسرائیل:107)۔ ترجمہ: اور قرآن وہ ہے کہ ہم نے اسے ٹکڑوں میں تقسیم کیا ہے تاکہ تُو اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور ہم نے اسے بڑی قوت اور تدریج کے ساتھ اتارا ہے

علامہ زرکشی لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کا زمانہ نزول بائیس سال پانچ ماہ اور چودہ دن ہے۔

(بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی: البرهان فی علوم القرآن۔ الجزء الاول صفحہ 314 ناشر دار احیاء الکتب العربیة، مصر)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی ایک تحقیق یہ بیان فرماتے ہیں کہ نزول کی اوسط رفتار، فی آیت روزانہ بھی نہیں بنتی کیونکہ ایام نبوت تقریباً 7970 بنتے ہیں۔ جبکہ آیات قرآنی 6236، الفاظ کی تعداد 77934 ہے۔ اس لحاظ سے فی آیت اوسطاً 12 الفاظ بنتے ہیں جبکہ نزول روزانہ اوسطاً 9 الفاظ کا ہوا۔ ہر آیت یا کسی بھی قرآنی حصّہ کے نزول کے ساتھ ہی آنحضور ﷺ فوری طور پر مقرر شدہ لوگوں میں سے کسی کاتب کو بُلا کر اس نئی نازل ہونے والی وحی کو اپنی نگرانی میں تحریری شکل میں بھی محفوظ کروالیتے اور صحابہ کو حفظ بھی کروادیتے۔ آنحضور ﷺ کا حافظہ اور عربوں کا حافظہ ذہن میں رکھ کر جب غور کریں کہ اس شان کے حافظہ کے ساتھ اتنی کم رفتار سے نازل ہونے والا قرآن جو نزول کے وقت ہی تحریر کے ساتھ ساتھ حفظ کی صورت میں سینوں میں بھی محفوظ ہوتا جارہا تھا اور دن رات اس کی درس و تدریس کا ایک سلسلہ جاری رہتا جس کی نگرانی آپؐ کرتے تھے، تو معلوم ہوتا ہے کہ ناممکن ہے کہ کوئی لفظ بھی محفوظ ہونے سے رہ جاتا۔ نزول کی اوسط رفتار نکالنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اندازہ ہوسکے کہ قرآن کریم کے نزول کی رفتار عام طور پر اتنی کم تھی کہ اس کی حفاظت اور اشاعت کرنے کے حوالہ سے کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی تھی۔ بلکہ انتہائی آسانی سے یہ تمام مراحل طے پاجاتے تھے اور ہنگامی بنیادوں یا جلد بازی سے کاموں میں جو سقم رہ جایا کرتے ہیں، یہ کتاب ان سے بکلّی پاک تھی۔ یہ اندازِ نزول اپنے اندر بہت سی حکمتیں سموئے ہوئے ہے جن کا محافظتِ قرآن سے براہِ راست تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا۔ (الفرقان:33)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ اس پر قرآن یک دفعہ کیوں نہ اُتارا گیا۔ اسی طرح (اُتارا جانا تھا) تاکہ ہم اس کے ذریعہ تیرے دل کو ثبات عطا کریں اور (اسی طرح) ہم نے اسے بہت مستحکم اور سلیس بنایا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قرآن کریم کے آہستہ آہستہ نزول کا رسول کریم ﷺ اور مومنین کے دلوں میں راسخ کرنے اور اس کو حرزِ جان بنانے میں بنیادی کردار ہے۔ چنانچہ یہ کئی طرح سے ہوا:

اول: اگر ایک ہی دفعہ سارا قرآن کریم نازل ہو جاتا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے استدلال کرتے رہتے تو آپؐ کے دل کو ایسی تقویت حاصل نہیں ہوسکتی تھی جیسے کسی امر کے متعلق فوراً کلام الٰہی کے نزول سے ہوسکتی ہے۔ وہ لطف اور اثبات آپ کو اجتہاد اور استدلال سے نہیں ملنا تھا جو عین ضرورت کے وقت خدا کے ہم کلام ہونے سے ملتا تھا۔

دوم: جو کتاب ساری دُنیا کے لیے آئی اس کا محفوظ رکھنا اس طرح آسان ہوگیا کہ اسے نزول کے ساتھ ساتھ ہی تحریری طور پر اور حفظ کے ذریعے محفوظ کیا جاتا۔ اگر اکٹھا نازل ہوتا تو پھر وہی حفظ کرسکتا جو اپنی ساری زندگی اس کام کے لیے وقف کردیتا۔ مگر اس طرح نزول کا فائدہ یہ ہوا کہ سینکڑوں لوگ ساتھ ساتھ اس کے حفظ کرنے کے لیے تیار ہوگئے۔

سوم: قلوب میں اسلامی تعلیم راسخ ہونے میں اس طرزِ نزول کا اہم کردار تھا۔ اگر اکٹھا نازل ہوجاتا تو اس وقت لوگوں پر اس کی تعلیمات کا سیکھنا اور ان پر عمل کرنا گراں ہوسکتا تھا۔ مگر آج اس کی ضرورت نہیں کیوں کہ اب اگر کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اس کے سامنے بہت سے مسلمانوں کا طرزِ عمل ہوتا ہے اور اسے ان تعلیمات پر عمل کرنے میں دشواری پیش نہیں آتی۔

چہارم: رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا کے الفاظ میں یہ بیان کردیا کہ اس کی ترتیب بھی دو طرح سے ہونی تھی۔ ایک ابتدائی حالات کے مطابق اور ایک دائمی ترتیب جو نزول کے ساتھ ساتھ قائم کی جارہی تھی۔ اگر ایک ہی دفعہ قرآن کریم نازل ہوتا تو اس کی ترتیب یہی ہوتی جو آج ہے۔ مگر یہ ترتیب اُس دور کے لیے مفید نہ تھی جیسا کہ اُس دور کی ترتیب آج کے لیے غیر مفید ہے۔

پنجم: ایک ہی دفعہ قرآن کریم نازل ہونے میں کئی امور جو ابتدائی زمانہ میں صحابہؓ کے ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئے، بیان نہ ہوسکتے تھے۔ مثلاً قرآن کریم کی ایک آیت دوسری آیت کی طرف اشارہ نہ کرسکتی۔ مثلاً قرآن کریم میں یہ پیشگوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُشمنوں کے نرغہ کے نکال کر صحیح سلامت لے جائے گا۔ اگر ایک دفعہ سارا قرآن نازل ہوتا تو یہ نہ کہا جاسکتا تھا کہ دیکھو ایسا ہی ہوا۔ یہ اسی صورت میں ممکن تھا جبکہ پیشگوئی والا حصہ پہلے نازل ہوچکا ہوتا اور اس کی طرف اشارہ کرنے والا حصہ بعد میں نازل ہوتا۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کافر کہتے کہ کیوں قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا۔ ایسا ہی چاہیے تھا تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو تسلی دیتے رہیں اور تا وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے سو اس مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تئیس برس تک نازل کیا تا اس مدت تک موعود نشان بھی ظاہر ہوجائیں۔

(حقیقتہ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ357)

ششم: اگر ایک ہی بار یہ کتاب دے دی جاتی تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ کسی نے یہ کتاب بنا کر دے دی ہے۔ مگر اس طرح کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اگر مکہ میں کوئی بنا کر دیتا تھا تو مدینہ میں کون دیتا تھا؟ پھر سفر و حضر میں قرآنی آیات نازل ہوئیں مجالس میں نازل ہوئیں اور علیحدگی میں بھی نازل ہوئیں۔ دن کے اوقات میں بھی نازل ہوئیں اور رات کی تاریکیوں میں بھی نازل ہوئیں۔ اس طرح یہ شک نابود ہوگیا کہ کوئی شخص یہ کلام بنا کر دے رہا ہے۔ جب ہر موقع اور محل کے مطابق آیات نازل ہورہی تھیں تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ہر موقعہ پر کوئی آپ کو کلام بنا کردے دیتا ہے۔

ہفتم: قرآن کریم کا یہ اندازِ نزول کتب سابقہ میں درج پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے۔

❀❀❀❀❀

بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام

کیوں نہیں تم کو دین حق کا خیال   ہائے سَو سَو اُٹھے ہے دل میں اُبال
کیوں نہیں دیکھتے طریق صواب؟   کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب!
اس قدر کیوں ہے کِین واستکِبار؟   کیوں خدا یاد سے گیا یک بار؟
تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات   دل کو پتھر بنا دیا ہیہات
اے عزیزو! سُنو کہ بے قرآں   حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اُس نُور کی خبر ہی نہیں   اُن پہ اُس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر   کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادر اکبر   اُس کی ہستی سے دی ہے پُختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے   پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہروقت نُور بھرتا ہے   سینے کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں مَیں بیاں   وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں
وہ تو چمکا ہے نیّرِ اکبر   اُس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا   اس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام   عشق حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اس کی یاد آتی ہے   یاد سے ساری خَلق جاتی ہے
سینے میں نقشِ حق جماتی ہے   دل سے غیر خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک   ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خورِ ھُدیٰ وہی ایک   ہم نے دیکھا ہے دل رُبا وہی ایک
اُس کے منکر جو بات کہتے ہیں!   یوں ہی اک واہیات کہتے ہیں!
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں   میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں   مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں
آنکھ پھُوٹی تو خیر کان سہی   نہ سہی۔ یوں ہی امتحان سہی

(از درثمین)

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 11)

خلفائے اربعہ کی پہلے خلفاء سے ہر رنگ میں مشابہت ضروری نہیں

دوسرا اعتراض اس آیت پر یہ کیا جاتا ہے کہ بہت اچھا ہم نے مان لیا کہ اس آیت میں افراد کی خلافت کا ذکر ہے مگر تم خود تسلیم کرتے ہو کہ پہلوں میں خلافت یا نبوت کے ذریعہ سے ہوئی یا ملوک کے ذریعہ۔ مگر خلفائے اربعہ کو تم نہ نبی مانتے ہو نہ ملوک۔ پھر یہ وعدہ کس طرح پورا ہوا اور وہ اس آیت کے کس طرح مصداق ہوئے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں پہلوں کو خلافت یا تو نبوت کی شکل میں ملی یا ملوکیت کی صورت میں۔ مگر مشابہت کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہر رنگ میں مشابہت ہو بلکہ صرف اصولی رنگ میں مشابہت دیکھی جاتی ہے۔ مثلاً کسی لمبے آدمی کا ہم ذکر کریں اور پھر کسی دوسرے کے متعلق کہیں کہ وہ بھی ویسا ہی لمبا ہے تو اب کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو یہ کہے کہ تم نے دونوں کو لمبا قرار دیا ہے تو یہ مشابہت کس طرح درست ہوئی جبکہ ان میں سے ایک چور ہے اور دوسرا نمازی یا ایک عالم ہے اور دوسرا جاہل بلکہ صرف لمبائی میں مشابہت دیکھی جائے گی۔ ہر بات اور ہر حالت میں مشابہت نہیں دیکھی جائے گی۔ اس کی مثال قرآن کریم سے بھی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزّمل:16) کہ ہم نے تمہاری طرف اپنا ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اور وہ ویسا ہی رسول ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہاں رسول کریم ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آپس میں مشابہت بیان کی ہے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف بھیجے گئے تھے اور رسول کریم ﷺ کسی ایک بادشاہ کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے مگر رسول کریم ﷺ ساری دنیا کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا زمانہ صرف چند سَو سال تک ممتد تھا اور آخر وہ ختم ہو گیا مگر رسول کریم ﷺ کی رسالت کا زمانہ قیامت تک کے لئے ہے۔ یہ حضرت موسیٰ اور آنحضرت ﷺ کے حالات میں اہم فرق ہیں مگر باوجود ان اختلافات کے مسلمان یہی کہتے ہیں بلکہ قرآن کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل ہیں حالانکہ نہ تو رسول کریم ﷺ فرعون کی طرح کے کسی ایک بادشاہ کی طرف مبعوث ہوئے، نہ آپ کسی ایک قوم کی طرف تھے بلکہ سب دنیا کی طرف تھے اور نہ آپ کی رسالت کسی زمانہ میں موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی طرح ختم ہونے والی تھی۔ پس باوجود ان اہم اختلافات کے اگر آپ کی مشابہت میں فرق نہیں آتا تو اگر پہلوں کی خلافت سے جزوی امور میں خلفائے اسلام مختلف ہوں تو اس میں کیا حرج ہے۔

درحقیقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رسول کریم ﷺ کی مشابہت صرف ان معنوں میں ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ایک شریعت کی کتاب ملی جو اپنے زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے تمام مضامین پر حاوی اور کامل تھی اسی طرح رسول کریم ﷺ کو ایک شریعت کی کتاب ملی جو قیامت تک کی ضروریات کیلئے تمام مضامین پر حاوی اور کامل ہے گو تورات سے وہ بہرحال کئی درجے افضل اور اعلیٰ ہے۔ پھر جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ ان کی وفات کے بعد اپنے انبیاء کے ذریعہ چلاتا رہا اسی طرح امت محمدیہ میں جب بھی کوئی خرابی پیدا ہوگی اللہ تعالیٰ ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اِن خرابیوں کی اصلاح کریں گے۔ اسی طرح اس مشابہت کے ذریعے اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیرہ سَو سال بعد ایک مسیح آیا اسی طرح اُمتِ محمدیہ میں رسول کریم ﷺ کے تیرہ سَو سال بعد مسیح موعود آئے گا۔ یہ مقصد نہیں تھا کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک خاص زمانہ اور ایک خاص قوم کے لئے تھے اسی طرح رسول کریم ﷺ کی رسالت بھی کسی خاص زمانہ یا خاص قوم کے لئے مخصوص ہوگی۔ پس اگر پہلوں کی خلافت سے خلفائے راشدین کی بعض باتوں میں مشابہت ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کی مشابہت ثابت ہوگئی۔ یہ ضروری نہیں ہوگا کہ ہر بات میں پہلوں سے ان کی مشابہت دیکھی جائے۔ اصل امر تو یہ ہے کہ جس طرح ان کی قوم کو ان کی وفات کے بعد سنبھالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض وجود کھڑے کئے اسی طرح بتایا گیا تھا کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ایسے وجود کھڑے کرے گا جو آپ کی اُمت کو سنبھال لیں گے اور یہ مقصد بہ نسبت پہلے خلفاء کے رسول کریم ﷺ کے خلفاء نے زیادہ پورا کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام نبی تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائم مقام نبی تھے، اسی طرح اور انبیاء جب وفات پا جاتے تو ان کے کام کو جاری رکھنے کے لئے انبیاء ہی ان کے جانشین مقرر کئے جاتے مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ پہلے انبیاء کے ذریعہ جو تمکینِ دین ہوئی وہ رسول کریم ﷺ کے خلفاء کے ذریعہ نہیں ہوئی۔ اگر بصیرت اور شعور کے ساتھ حالات کا جائزہ لیا جائے تو اقرار کرنا پڑے گا کہ تمکینِ دین کے سلسلہ میں یوشعؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ وہ کام نہیں کر سکے جو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ نے کیا۔ نادان انسان کہے گا کہ تم نے نبیوں کی ہتک کی مگر اس میں ہتک کی کوئی بات نہیں۔ جب نبوت کا سوال آئے گا تو ہم کہیں گے کہ ابوبکرؓ نبی نہیں، عمرؓ نبی نہیں، عثمانؓ نبی نہیں، علیؓ نبی نہیں مگر جب تمکینِ دین کا سوال آئے گا تو ہم کہیں گے کہ اس حصہ میں رسول کریم ﷺ کے تابع خلفاء یقیناً پہلے انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ سے پہلے کے انبیاء چونکہ کامل شریعت لے کر نہ آئے تھے اِس لئے اُن کے بعد یا نبی مبعوث ہوئے یا ملوک پیدا ہوئے۔ چنانچہ جب اصلاحِ خلق کے لئے الہام کی ضرورت ہوتی تو نبی کھڑا کر دیا جاتا مگر اُسے نبوت کا مقام براہِ راست حاصل ہوتا اور جب نظام میں خلل واقع ہوتا تو کسی کو بادشاہ بنا دیا جاتا اور چونکہ لوگوں کو ابھی اس قدر ذہنی ارتقاء حاصل نہیں ہوا تھا کہ وہ اپنی اصلاح کے لئے آپ جدوجہد کر سکتے اس لئے نہ صرف انبیاء کو اللہ تعالیٰ براہِ راست مقامِ نبوت عطا فرماتا بلکہ ملوک بھی خدا کی طرف سے ہی مقرر کئے جاتے تھے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا (البقرۃ:248) طالوت کو تمہارے لئے خدا نے بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ گویا ابھی لوگ اس قابل نہیں ہوئے تھے کہ خود اپنے بادشاہ کا بھی انتخاب کر سکیں اور نہ شریعت اتنی کامل تھی کہ اُس کے فیضان کی وجہ سے کسی کو مقامِ نبوت حاصل ہو سکتا مگر رسول کریم ﷺ چونکہ ایک کامل تعلیم لے کر آئے تھے اس لئے دونوں قسم کے خلفاء میں فرق ہو گیا۔ پہلے انبیاء کے خلیفے تو نبی ہی ہوتے تھے گو انہیں نبوت مستقل اور براہِ راست حاصل ہوتی تھی اور اگر انتظامی امور چلانے کے لئے ملوک مقرر ہوتے تو وہ انتخابی نہ ہوتے بلکہ یا تو ورثہ کے طور پر ملوکیت کو حاصل کرتے یا نبی اُنہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت بطور بادشاہ مقرر کر دیتے۔ مگر رسول کریم ﷺ کی قوم چونکہ زیادہ اعلیٰ درجہ کی تھی اس لئے آپ کے بعد خلفاءِ انبیاء کی ضرورت نہ رہی اس کے ساتھ ہی ملوکیت کی ادنیٰ صورت کو اُڑا دیا گیا اور اُس کی ایک کامل صورت آپ کو دی گئی اور یہ ظاہر ہے کہ اسلامی خلافت کے ذریعہ سے جس طرح قوم کے ساتھ وعدہ پورا ہوتا ہے کہ اُس میں انتخاب کا عنصر رکھا گیا ہے اور قومی حقوق کو محفوظ کیا گیا ہے وہ پہلے بادشاہوں کی صورت میں نہ تھا اور زیادہ کامل صورت کا پیدا ہو جانا وعدہ کے خلاف نہیں ہوتا۔ جیسے اگر کسی کے ساتھ پانچ روپے کا وعدہ کیا جائے اور اُسے دس روپے دے دیئے جائیں تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ وعدہ کی خلاف ورزی ہوئی۔ پس اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ جس طرح رسول کریم ﷺ پہلوں سے افضل تھے آپ کی خلافت بھی پہلے انبیاء کی خلافت سے افضل تھی۔

عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ سے مُراد روحانی خلفاء ہی ہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ۔

(موضوعات مُلاّ علی قاری صفحہ48 مطبوعہ دہلی 1346ھ)

یعنی میری اُمت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اُمتِ محمدیہ کا جو بھی عالم ہے وہ انبیاءِ بنی اسرائیل کی طرح ہے کیونکہ علماء کہلانے والے ایسے ایسے لوگ بھی ہیں جن کی دینی اور اخلاقی حالت کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ میری عمر کوئی دس گیارہ برس کی ہوگی کہ نانا جان مرحوم کے ساتھ بعض چیزیں خریدنے کے لئے میں امرتسر گیا۔ رام باغ میں مَیں نے دیکھا کہ ایک مولوی صاحب ہاتھ میں عصا اور تسبیح لئے اور ایک لمبا سا جبہ پہنے جا رہے ہیں اور اُن کے پیچھے پیچھے ایک غریب شخص اُن کی منتیں کرتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ مولوی صاحب مجھے خدا کیلئے روپے دے دیں، مولوی صاحب مجھے خدا کے لئے روپے دے دیں۔ مولوی صاحب تھوڑی دیر چلنے کے بعد اس کی طرف مڑ کر دیکھتے اور کہتے جا خبیث دُور ہو۔ آخر وہ بیچارہ تھک کر الگ ہو گیا۔ مَیں نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا بات تھی۔ وہ کہنے لگا مَیں نے اپنی شادی کے لئے بڑی مشکلوں سے سَو دوسَو روپیہ جمع کیا تھا اور اس شخص کو مولوی اور دیندار سمجھ کر اس کے پاس امانتاً رکھ دیا تھا مگر اب مَیں روپیہ مانگتا ہوں تو یہ دیتا نہیں اور کہتا ہے کہ مَیں تجھے جانتا ہی نہیں کہ تُو کون ہے اور تو نے کب میرے پاس روپیہ رکھا تھا۔ اب بتاؤ ایسے عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ ہو سکتے ہیں؟ اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث ان ننگِ اسلام علماء کے متعلق ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اِن علماء سے مراد دراصل خلفاء ہیں جو علماءِ رُوحانی ہوتے ہیں اور اِس ارشادِ نبوی سے اِس طرح اشارہ کیا گیا ہے کہ پہلے نبیوں کے بعد جو کام بعض دوسرے انبیاء سے لیا گیا تھا وہی کام میری اُمت میں اللہ تعالیٰ بعض علماءِ ربّانی یعنی خلفائے راشدین سے لے گا۔ چنانچہ موسیٰؑ کے بعد جو کام یوشعؑ سے لیا گیا وہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ سے لے گا اور جو کام داؤدؑ سے لیا گیا وہ اللہ تعالیٰ عمرؓ سے لے گا اور جو کام بعض اور انبیاء مثلاً سلیمانؑ وغیرہ سے لیا گیا وہ اللہ تعالیٰ عثمانؓ اور علیؓ سے لے گا۔ غرض رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ مقام بخشا ہے کہ میری اُمت کے خلفاء وہی کام کریں گے جو انبیاء سابقین نے کیا۔ پس اس جگہ علماء سے مراد رشوتیں کھانے والے علماء نہیں بلکہ ابوبکرؓ عالم، عمرؓ عالم، عثمانؓ عالم اور علیؓ عالم مراد ہیں۔ چنانچہ جب ادنیٰ ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اِن لوگوں کو پیدا کر دیا اور پھر زیادہ روشن صورت میں جب زمانہ کو ایک نبی کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے پورا کر دیا۔ گو فرق یہ ہے کہ پہلے انبیاء براہ راست مقام نبوت حاصل کرتے تھے مگر آپ کو نبوت رسول کریم ﷺ کی غلامی کی وجہ سے ملی۔

خلافتِ احمدیہ

تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اس آیت میں كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ النور:56) آیا ہے۔ چلو ہم مان لیتے ہیں کہ پہلے خلفاء اِس آیت کے ماتحت تھے کیونکہ اُن کے پاس نظامِ ملکی تھا لیکن اس آیت سے وہ خلافت جو احمدیہ جماعت میں ہے کیونکر ثابت ہوگئی کیونکہ ان کے پاس تو کوئی نظامِ مُلکی نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ یہ کیا کہ اٰمَنُوْا اور وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی مصداق جماعت کو خلیفہ بنائے گا اور خلیفہ کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے سے پہلے کا نائب ہوتا ہے۔ پس وعدہ کی ادنیٰ حدّ یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد اُس کے نائب ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ جس رنگ کا نبی ہو اگر اسی رنگ میں اس کا نائب بھی ہو جائے تو وعدہ کی ادنیٰ حدّ پوری ہو جاتی ہے اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد

مُلکی نظام نہ تھا اس لئے آپ کی امرِ نبوت میں جو شخص نیابت کرے وہ اس وعدہ کو پورا کر دیتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مُلکی نظام عطا ہوتا تب تو اعتراض ہو سکتا تھا کہ آپ کے بعد کے خلفاء نے نیابت کس طرح کی مگر نظامِ مُلکی عطا نہ ہونے کی صورت میں یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ جس نبی کا کوئی خلیفہ ہوا اُسے وہی چیز ملے گی جو نبی کے پاس ہوگی اور جو اُس کے پاس ہی نہیں ہوگی وہ اُس کے خلیفہ کو کس طرح مل جائے گی۔

حضرت خلیفہ اوّل کے متعلق یہ بات بہت مشہور تھی اور آپ خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جب بھی روپیہ کی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے روپیہ بھجوا دیتا ہے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ کے پاس بتّیس روپے بطور امانت رکھے جو کسی ضرورت پر آپ نے خرچ کر لئے چند دنوں کے بعد وہ شخص آیا اور کہنے لگا کہ میری امانت مجھے دے دیجئے۔ اُس وقت آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا مگر آپ نے اُسے فرمایا ذرا ٹھہر جائیں ابھی دیتا ہوں۔ دس پندرہ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ باہر سے ایک مریض آیا اور اس نے فیس کے طور پر آپ کے سامنے کچھ روپے رکھ دیئے۔ حافظ روشن علی صاحب پاس بیٹھے ہوئے تھے انہیں حضرت خلیفۂ اوّل فرمانے لگے کہ یہ روپے گِن کر اس شخص کو دے دیں۔ انہوں نے روپے گِن کر دے دیئے اور رسید لے کر پھاڑ دی۔ بعد میں ہم نے حافظ روشن علی صاحب سے پوچھا کہ کتنے روپے تھے انہوں نے بتایا کہ جتنے روپے وہ مانگتا تھا بس اتنے ہی روپے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ عجیب در عجیب رنگ میں آپ کی مدد فرمایا کرتا تھا اور بسا اوقات نشان کے طور پر آپ پر مال و دولت کے عطایا ہو جایا کرتے تھے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ سب دُعا کی برکات ہیں مگر بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو کیمیا کا نسخہ آتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اوّل جب وفات پا گئے تو دہلی کے ایک حکیم صاحب میرے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ مَیں آپ سے الگ ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ مَیں نے انہیں موقع دے دیا۔ وہ پہلے تو مذہبی رنگ میں باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے آپ کے والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے بڑا درجہ بخشا ہے وہ خدا تعالیٰ کے مامور تھے اور جسے خدا تعالیٰ نے مامور بنا دیا ہو اس کا بیٹا بھلا کہاں بخیل ہو سکتا ہے مجھے آپ سے ایک کام ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں میری مدد کریں اور بُخل سے کام نہ لیں۔ میں نے کہا فرمائیے کیا کام ہے۔ وہ کہنے لگے مجھے کیمیا گری کا بڑا شوق ہے اور مَیں نے اپنی تمام عمر اس میں برباد کر دی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کو کیمیا کا نسخہ آتا تھا اب چونکہ آپ اُن کی جگہ خلیفہ مقرر ہوئے ہیں اس لئے وہ آپ کو ضرور کیمیا کا نسخہ بتا گئے ہونگے۔ پس مہربانی کر کے وہ نسخہ مجھے بتا دیجئے۔ مَیں نے کہا مجھے تو کیمیا کا کوئی نسخہ نہیں بتا گئے۔ وہ کہنے لگے یہ ہو کس طرح سکتا ہے کہ آپ اُن کی جگہ خلیفہ ہوں اور وہ آپ کو کیمیا کا نسخہ بھی نہ بتا گئے ہوں۔ غرض میں انہیں جتنا یقین دلاؤں کہ مجھے کیمیا کا کوئی نسخہ نہیں ملا اتنا ہی ان کے دل میں میرے بخل کے متعلق یقین بڑھتا چلا جائے۔ مَیں انہیں بار بار کہوں کہ مجھے ایسے کسی نسخہ کا علم نہیں اور وہ پھر میری خوشامد کرنے لگ جائیں اور نہایت لجاجت سے کہیں کہ میری ساری عمر اس نسخہ کی تلاش میں گزر گئی ہے آپ تو بخل سے کام نہ لیں اور یہ نسخہ مجھے بتا دیں۔ آخر جب میں اُن کے اصرار سے بہت ہی تنگ آ گیا تو میرے دل میں خدا تعالیٰ نے ایک نکتہ ڈال دیا اور مَیں نے اُن سے کہا کہ گو مَیں مولوی صاحب کی جگہ خلیفہ بنا ہوں مگر آپ جانتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب کے مکان مجھے نہیں ملے۔ وہ کہنے لگے مکان کس کو ملے ہیں۔ مَیں نے کہا اُن کے بیٹوں کو۔ پھر مَیں نے کہا اُن کا ایک بڑا بھاری کتب خانہ تھا مگر وہ بھی مجھے نہیں ملا۔ پس جب کہ مجھے نہ اُن کے مکان ملے اور نہ اُن کا کتب خانہ ملا ہے تو وہ مجھے کیمیا کا نسخہ کس طرح بتا سکتے تھے۔ اگر انہوں نے یہ نسخہ کسی کو بتایا ہوگا تو اپنے بیٹوں کو بتایا ہوگا۔ آپ اُن کے پاس جائیں اور کہیں کہ وہ نسخہ آپ کو بتا دیں۔ چنانچہ وہ میرے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ عبدالحی مرحوم ان دنوں زندہ تھے وہ جاتے ہی اُن سے کہنے لگے کہ لائیے نسخہ۔ انہوں نے کہا نسخہ کیسا۔ کہنے لگے وہی کیمیا کا نسخہ جو آپ کے والد صاحب جانتے تھے۔ اب وہ حیران کہ میں اسے کیا کہوں۔ آخر انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ مجھے کسی نسخے کا علم نہیں۔ اس پر وہ ناکام ہو کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے باپ والا بخل بیٹے میں بھی موجود ہے۔ مَیں نے کہا یہ آپ جانیں کہ وہ بخیل ہیں یا نہیں مگر مَیں اُن کے جس حصے کا خلیفہ ہوں وہی مجھے ملا ہے اور کچھ نہیں ملا۔

غرض جس رنگ کا کوئی شخص ہو اُسی رنگ کا اُس کا جانشین ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد مُلکی نظام نہیں تھا اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کے خلفاء کے پاس کوئی نظامِ مُلکی کیوں نہیں؟

آیتِ استخلاف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور خلافت دونوں شامل ہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں خلافتِ نظامی ہی کے بارہ میں یہ نہیں آیا کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ بلکہ اس آیت میں جس قدر وعدے ہیں سب کے ساتھ ہی یہ الفاظ لگتے ہیں۔ مگر غیر مبائعین میں سے بھی جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں جیسے شیخ مصری وغیرہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کی نبوت کلی طور پر پہلے نبیوں کی قسم کی نبوت نہیں بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے یہ نبوت پہلی نبوتوں سے ایک بڑا اختلاف رکھتی ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبی مستقل نبی تھے اور آپ اُمتی نبی ہیں۔ پس جس طرح آپ کی نبوت کے پہلے نبیوں کی نبوت سے مختلف ہونے کے باوجود اس وعدہ کے پورا ہونے میں کوئی فرق نہیں آیا کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اسی طرح خلافت کے مختلف ہونے کی وجہ سے بھی اس وعدہ کے پورا ہونے میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ اور اگر بعض باتوں میں پہلی خلافتوں سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے یہ خلافت اس آیت سے باہر نکل جاتی ہے تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت بھی اس آیت کے ماتحت نہیں آتی کیونکہ اگر ہماری خلافت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت سے کچھ اختلاف رکھتی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت بھی پہلے نبیوں سے کچھ اختلاف رکھتی ہے۔ پس اگر ہماری خلافت اس آیت کے ماتحت نہیں آتی تو ماننا پڑے گا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت بھی اس آیت کے ماتحت نہیں آتی حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نبوت کو باوجود مختلف ہونے کے اسی آیت کے ماتحت قرار دیتے ہیں۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پہلی نبوتوں سے اختلاف رکھنے کے باوجود اس آیت کے وعدہ میں شامل ہے اِسی طرح یہ خلافت باوجود پہلی خلافتوں سے ایک اختلاف رکھنے کے اِس آیت کے وعدہ میں شامل ہے۔

حضرت مسیح ناصریؑ کے خلفاء بھی نظامِ مُلکی سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے

تیسرا جواب یہ ہے کہ مسیح ناصریؑ کے بعد کے خلفاء بھی نظامِ ملکی سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ اگر کوئی کہے کہ آپ کے بعد کوئی خلیفہ ہوا ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ۔

(کنز العمال جلد11 صفحہ259 مطبوعہ حلب 1974ء)

کہ دنیا میں کوئی بھی ایسی نبوت نہیں گزری جس کے پیچھے اُسی قسم کی خلافت قائم نہ ہوئی ہو۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی تھی تو آپ کے بعد ویسی ہی خلافت کے قیام کو ماننا ہمارے لئے ضروری ہے بصورت دیگر معترضین کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں تھے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کو نبوت کے بعد لازمی قرار دیا ہے۔

دوسرے مسیحی لوگ پطرس کو خلیفہ مانتے چلے آئے ہیں۔ پس جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آپ کے بعد ضرور خلافت ہوئی اور مسیحی خود اقرار کرتے ہیں کہ پطرس حضرت مسیح ناصریؑ کا خلیفہ تھا تو پھر یہ تیسرا گروہ کہاں سے پیدا ہو گیا جو کہتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی خلیفہ ہی نہیں ہوا۔ جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا تھا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب انہوں نے بھی فرما دیا کہ ہر نبی کے بعد خلافت قائم ہوئی ہے اور جب عیسائی جن کے گھر کا یہ معاملہ ہے وہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کے بعد خلافت قائم ہوئی اور جب کہ تاریخ سے بھی یہی ثابت ہے تو پھر اس سے انکار کرنا محض ضد ہے۔ اگر کہا جائے کہ بعض مسیحی انہیں خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض مسلمان بھی خلفاء اربعہ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے، بعض کے ردّ کر دینے سے مسئلہ تو ردّ نہیں ہو جاتا۔

تیسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''الوصیۃ'' میں مسیحیوں کے بارہ میں ایسا انتظام تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اَخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا...... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا''۔

(الوصیت صفحہ6-7 روحانی خزائن جلد20 صفحہ304-305)

گویا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے اِسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بعد بھی خلافت قائم ہوئی۔ پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد خلافت قائم نہیں ہوئی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس صریح ارشاد کے خلاف قدم اٹھاتا ہے اور ایک ایسی بات پیش کرتا ہے جس کی نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے تائید ہوتی ہے نہ تاریخ سے تائید ہوتی ہے اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تائید کرتے ہیں۔

مخالفین کا ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اگر اس آیت سے افراد مراد لئے جائیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ وعدہ دو قسم کے وجودوں کے متعلق ہے۔ ایک نبیوں کے متعلق اور ایک بادشاہوں کے متعلق۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قسم کے نبی آیا کرتے تھے اُن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم کر دیا اور بادشاہت کو آپ نے پسند نہیں فرمایا بلکہ صاف فرما دیا کہ میرے بعد کے خلفاء بادشاہ نہ ہوں گے تو پھر کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ اس آیت میں وعدہ قوم سے ہی ہے افراد سے نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی قسم کی نبوت بھی ختم ہو گئی اور پہلی قسم کی ملوکیت بھی ختم ہو گئی لیکن کسی خاص قسم کے ختم ہو جانے سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کا قائم مقام جو اس سے اعلیٰ ہو وہ نہیں آ سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سب انبیاء سے نرالے تھے اس لئے ضروری تھا کہ آپ کے بعد کا نظام بھی سب نظاموں سے نرالا ہو۔ اس کا نرالا ہونا اُسے مشابہت سے نکال نہیں دیتا بلکہ اس کے حسن اور خوبصورتی کو اَور زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ چنانچہ آپ چونکہ کامل نبی تھے اور دنیا میں کامل شریعت لائے تھے اس لئے ضروری تھا کہ آپ کے بعد ایسے نبی ہوتے جو آپ سے فیضان حاصل کر کے مقامِ نبوت حاصل کرتے۔ اسی طرح آپ کا نظام چونکہ تمام نظاموں سے زیادہ کامل تھا اس لئے ضروری تھا کہ آپ کے بعد ایسے خلفاء ہوتے جو پبلک طور پر منتخب ہوتے۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی اور ملوکیت بھی ایک نئے رنگ میں ڈھال دی اور پہلی قسم کی نبوت اور پہلی قسم کی ملوکیت کو ختم کر دیا۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمیشہ یادرکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک احمدی پر فضل جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اور جماعت بن کر رہنے کی وجہ سے ہیں۔ اطاعت کے جذبہ کے تحت ہر خدمت بجالانے کی وجہ سے ہیں۔

ہمیشہ یادرکھیں کہ اطاعتِ خلافت، اطاعت نظام سے منسلک ہے۔

جلسوں کی غیر معمولی کامیابی کی حقیقی شکر گزاری کا یہی صحیح طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی امتیازی اور نمایاں تبدیلی پیدا ہو اور نظام جماعت کی اطاعت کا بھی بہترین نمونہ بنیں۔

جرمن نو احمدی ماشاء اللہ نظام جماعت کو سمجھنے میں بھی بہت ترقی کر رہے ہیں۔ ان میں اطاعت اور خدمت کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔ انشاء اللہ وہ وقت بھی دُور نہیں ہے جب یہ تعداد ہزاروں اور لاکھوں میں ہونے والی ہے۔

اسلام کی جو روشنی آپ کو ملی ہے اس شمع سے دوسروں کے دل بھی روشن کریں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کے کامیاب انعقاد پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور اس کے بندوں کے شکریہ ادا کرنے کا طریق بتاتے ہوئے منتظمین کو اہم ہدایات اور بالخصوص لجنہ اماء اللہ کو جلسہ کے پروگراموں کو خاموشی اور توجہ اور انہماک سے سننے کے بارہ میں تاکیدی ارشادات)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -فرمودہ 7رستمبر 2007ءبمطابق 7رتبوک 1386ہجری شمسی بمقام Martin Buber Schole Hall گروس گیراؤ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ! گزشتہ اتوار کو جماعت احمدیہ جرمنی کا سالانہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اختتام کو پہنچا۔ آج اس جلسے کے حوالے سے ہی کچھ باتیں کروں گا۔ ان جلسوں کی تیاری کے لئے ہر سال ٹیمیں بنائی جاتی ہیں جن کے سپرد مختلف کام کئے جاتے ہیں۔ ایک شوق ہوتا ہے، ایک لگن ہوتی ہے جس کے تحت تمام ڈیوٹیاں دینے والے اپنے فرائض ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ مجھے بھی جلسے سے پہلے دنیا کے ہر اس ملک سے جہاں جلسے منعقد ہو رہے ہوتے ہیں احمدی خط لکھ رہے ہوتے ہیں کہ دعا کریں تمام انتظامات بخیر وخوبی اپنے انجام کو پہنچیں۔ یہی حال جرمنی کے کارکنان اور مختلف شعبہ جات کے افسران کا ہوتا ہے۔ بہرحال یہ جماعت کا ایک مزاج ہے، ان کی تربیت ہے اور خداتعالیٰ سے تعلق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کی تربیت کرکے احمدی کا خداتعالیٰ سے پیدا کیا ہے اور اس ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم کی پہچان کروائی ہے جس نے اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کے ذریعے اپنی صفات کا فہم وادراک ہمیں عطا کروایا۔ ہمیں اپنے عطا کردہ وسائل اور طاقتوں کا صحیح اور استعدادوں کے مطابق استعمال کرتے ہوئے ان سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس سے سارے ڈیوٹیاں دینے والے جلسے کے انتظامات اپنی عقل کے مطابق بہترین رنگ میں کرنے کے قابل ہوئے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس عرصہ میں جب انتظامات کی تیاری ہو رہی تھی، خود بھی ان سب کارکنوں کی دعاؤں کی طرف توجہ رہی اور مجھے بھی دعا کے لئے لکھتے رہے کیونکہ اس کے بغیر ہر احمدی جانتا ہے کہ ہمارا کام ادھورا ہے اور اگر یہ نہیں تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ صرف دعویٰ رہے گا۔ پس ہمارے کام میں برکت بھی اسی لئے پڑتی ہے کہ ہم اُس خدا کے آگے جھکنے والے ہیں جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے اور وہ تمام مراحل میں ہماری کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے ان میں برکت ڈالتا ہے۔ پس جہاں جلسے کا کامیاب انعقاد اور اختتام ہر کارکن کے لئے سکون اور خوشی کا باعث بنتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کے اس پیار بھرے سلوک کو اسے اللہ تعالیٰ کے آگے مزید جھکنے والا اور شکرگزار بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) یعنی اے لوگو! اگر تم شکرگزار بنے تو مَیں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے یہ انعام پہلے سے بڑھ کر نازل ہوں گے اگر ہم اس کا شکرگزار بندہ بنے رہیں گے۔

اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ خلافت جوبلی سال کا جلسہ آرہا ہے۔ امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ حاضری بھی اس سال سے زیادہ ہوگی اور انتظامات بھی اس سال سے شاید زیادہ وسیع کرنے پڑیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو بھی پہلے سے بڑھ کر یاد رکھیں کہ تمہارے انتظامات کی بہتری میری مرہون منت ہے۔ اس لئے ہمیشہ میرے پہلے انعاموں پر، احسانوں پر، رحمانیت کے جلوے دکھانے پر پہلے سے بڑھ کر شکرگزار بندے بنتے ہوئے میرے آگے جھکنے والے بنو۔ انتظامات کی احسن رنگ میں سرانجام دہی کو صرف اپنی ہوشیاری اور چالاکی اور عقل اور محنت پر محمول نہ کرو بلکہ میری خاطر کئے گئے کاموں میں، اللہ تعالیٰ کی خاطر کئے گئے کاموں میں، اُسی وقت برکت پڑے گی جب اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنتے ہوئے، جب اللہ تعالیٰ کا عبد شکور بنتے ہوئے، اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس کا شکرگزار بنو گے۔

پھر اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ جتنی چاہے کام میں وسعت پیدا ہو جائے، جتنی چاہے بظاہر انتظامات میں دقتیں نظر آتی ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کے لئے ہر وقت موجود ہوگا، بلکہ پہلے سے بڑھ کر انعامات اور افضال کی بارش برسائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے دل و دماغ کو تازہ رکھیں

گے تو یہ شکرگزاری بڑھے گی اور شکرگزاری کا اظہار ہوگا جس سے فضلوں کی بارش ہمیشہ جماعت پر ہوتی رہے گی۔ آنحضرت ﷺ کا کیا اسوہ تھا۔ آپؐ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ذکر کرنے والا اور اپنا شکر کرنے والا بنا۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الطہارۃ۔ باب فی الاستغفار)

پھر شکرگزاری کے لئے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری ہے، دوسرے فرمایا اللہ کے ان بندوں کا بھی شکرگزار بنو جنہوں نے تمہاری کسی نہ کسی رنگ میں، کسی نہ کسی معاملے میں مدد کی۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی مخلوق سے فیض پا کر اس کے شکرگزار نہیں بنتے تو پھر اللہ تعالیٰ کے شکر کی عادت بھی تم میں پیدا نہیں ہوگی۔ پس جماعتی انتظامات جس کے لئے انتظامیہ کوشش کرتی ہے اس کے لئے جماعتی انتظامیہ کو بھی اور ان لوگوں کو بھی، ان تمام کارکنان کا شکرگزار ہونا چاہئے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں جلسے کے انتظامات میں کوئی کردار ادا کیا ہو، کوئی کام کیا ہو، کوئی خدمت کی ہے جس سے جلسے کے کاموں میں آسانی پیدا ہوئی، جس سے لوگوں کو سہولت سے جلسہ سننے کا موقع فراہم ہوا۔ بڑے آرام اور سکون سے تمام لوگوں نے، نہ صرف جلسہ سنا بلکہ رہائش، کھانے اور دوسرے انتظامات میں بھی کم سے کم تکلیف میں یہ دن گزرے۔ ظاہر ہے جب ایسے وسیع انتظامات ہوتے ہیں تو گھر جیسی سہولت تو بہرحال نہیں ہوتی، سفر میں کچھ نہ کچھ تکلیف تو برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن زیادہ سے زیادہ بہتر انتظامات کی حالات کے مطابق انتظامیہ کوشش کرتی ہے اور کارکنان اس کے مطابق کام کرتے ہیں اور یہ کام کارکنان کے اخلاص کی وجہ سے انجام کو پہنچتا ہے جس میں مرد بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں، لڑکے بھی، لڑکیاں بھی اور سب ایک جوش کے ساتھ یہ کام سرانجام دے رہے ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ مزاج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کیا ہے اور یہ غیروں کو بھی نظر آتا ہے۔ مالٹا کے ایک ممبر پارلیمنٹ اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے دو بڑے اسلامی سکالرز یہ اعتراف کر گئے ہیں کہ آپ کے انتظامات میں ایک عجیب ڈسپلن تھا اور اِسی طرح اَور غیر مسلم عیسائی، بلغاریہ سے بھی آئے ہوئے تھے اس بات کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے اور اس بات کا برملا اظہار کیا کہ تم لوگ عجیب قسم کے لوگ ہو، کس طرح جلسے کے تمام انتظام خود ہی بغیر کسی حکومتی مدد کے کر لیتے ہو۔ اور پھر اس بات پر بھی حیران تھے کہ ڈسپلن (Discipline) بھی جیسا کہ مَیں نے کہا کس طرح عمومی طور پر قائم رہتا ہے اور ڈسپلن کا بڑے احسن طریق پر شامل ہونے والے کی طرف سے بھی اور ڈیوٹی دینے والوں کی طرف سے بھی اس کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ ہم احمدی اپنے مزاج کے مطابق بعض دفعہ جس کام کو کم معیار کا سمجھتے ہیں، یہ لوگ اس کو بھی اعلیٰ معیار کا سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض بے قاعدگیاں جو ہمیں برداشت نہیں ہو رہی ہوتیں، ان کے لئے نارمل ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ غیروں کے آگے جماعت کی عزت و وقار قائم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے شکرانے کے طور پر بھی ہمارے معیار مزید بہتر ہونے چاہئیں، مزید بہتر ہونے کی کوشش ہونی چاہئے اور اس کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے اور اس کا ذکر کرنے کے معیار بھی پہلے سے بڑھنے چاہئیں اور جب تک ہم اس سوچ کے ساتھ اپنے امور سرانجام دیتے رہیں گے، ان کو سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ہماری مشکلات خودبخود دور ہوتی چلی جائیں گی۔ ہمارے کاموں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خودبخود آسانیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔

پاکستان سے آنے والے بھی اور دوسرے ممالک سے آنے والے بھی، جرمنی کے جلسے کو دیکھ کر اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ یہاں کے کارکنان عموماً ایک مشین کے کل پرزوں کی طرح بغیر کسی دِقّت کے، بغیر کسی ہنگامے کے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ گو کہ یہ مزاج اب میرے خیال میں جہاں جہاں بھی جماعت کے جلسے ایک عرصے سے ہو رہے ہیں اور بڑے جلسے ہوتے ہیں، یوکے کے جلسوں میں بھی اور باقی جلسوں میں بھی قائم ہو چکا ہے اور ایک لمبے عرصہ کے جلسوں کے انعقاد کی وجہ سے کارکنان عموماً دنیا میں جہاں بڑی جماعتیں ہیں اس وجہ سے کافی تجربہ کار ہو چکے ہیں۔ لیکن جرمنی میں شروع سے ہی یہ مزاج اس لئے ہے کہ پاکستان سے بہت سے ایسے لوگ یہاں آ کر آباد ہوئے، جرمنی کی جماعت نے جب وسعت اختیار کرنا شروع کی تو ابتدا میں ہی یہاں ایسے لوگ آئے جن کو کام کا تجربہ تھا جو پاکستان کے جلسوں میں ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کے تحت ٹریننگ ہوتی رہی۔ بلکہ جیسا کہ مَیں ایک دفعہ پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ اب جب انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان میں جلسے ہوں گے تو یہ فکر پیدا ہوتی ہے کہ ٹریننگ نہ ہونے کی وجہ سے ایک لمبا عرصہ گزر گیا ہے، وہاں کے انتظامات میں کوئی دِقّت نہ ہو اور جب انشاء اللہ تعالیٰ وہاں جلسہ ہوگا تو وہ بھی اتنا بڑا اور وسیع ہوگا کہ یوکے اور جرمنی کے دونوں جلسے ملا کر بھی شاید وہاں دس گنا زیادہ حاضری ہو۔ لیکن بہرحال یہ فکر بھی رہتی ہے اور یہ تسلی بھی کہ جب موقع آتا ہے اللہ تعالیٰ خود انتظامات بھی فرما دیتا ہے۔ وقت آنے پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی کام کر ہی لیتا ہے، روٹین کا کام چاہے کریں نہ کریں لیکن احمدی مزاج میں ہنگامی کام کرنے کی بڑی صلاحیت ہے۔ بہرحال مَیں جرمنی کے کارکنان کی آرگنائزڈ (Organized) طریقے پر کام کرنے کی بات کر رہا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس لحاظ سے یہ بڑا آرگنائزڈ جلسہ ہوتا ہے۔ اس میں انتظامی لحاظ سے بڑا ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ یوکے سے آئے ہوئے ایک عزیز نوجوان سے مَیں نے پوچھا کہ تمہیں UK کے جلسہ میں اور جرمنی کے جلسہ میں کیا فرق نظر آیا؟ تو اس کا فوری جواب یہ تھا کہ یہاں کا جلسہ زیادہ آرگنائزڈ لگتا تھا۔

اس کی زیادہ وجہ تو یہی ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پاکستان سے آئے ہوئے ٹرینڈ کارکنان کا میسر آ جانا اور ان کا آگے پھر دوسروں کو بھی ٹریننگ دینا لیکن یہ سُن کے شاید یوکے والے پریشان ہو رہے ہوں، ان کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک لمبے عرصے کی ٹریننگ کے بعد ان کے معیار بھی بڑے بلند ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں انتظامات کی بہتری کا نظر آنا اس جگہ کے میسر آنے کی وجہ سے بھی ہے جو جگہ مئی مارکیٹ یا من ہائم میں جماعت کو جلسے کے لئے ملی ہے جس میں بہت سے انتظامات موجود ہیں۔ ایسا انفراسٹرکچر (Infrastructure) میسر ہے جس کی وجہ سے بہت سے کام نہیں کرنے پڑتے، جس کی وجہ سے دوسرے کاموں میں بہتری کی زیادہ کوشش ہو جاتی ہے۔ اتنی بڑی جگہ کا بہت سی سہولتوں کے ساتھ ملنا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے ہمیں اس کا شکرگزار بننا چاہئے۔ گو کہ بعض قسم کی پابندیاں بھی ہیں جن میں سے گزرنا پڑتا ہے لیکن یہ پابندیاں بھی ہمارے فائدے کے لئے ہیں، ہمارے کاموں میں بہتری پیدا کرنے کے لئے ہیں، ان کے معیار بلند کرنے کے لئے ہیں۔ مثلاً محکمہ صحت یا جو بھی محکمہ ایسے معاملات سے تعلق رکھتا ہے اس نے لنگر خانہ کے معیار صفائی کو بہتر بنانے کا کہا تھا۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے، صفائی اور نظافت تو ایمان کا حصہ ہے اور بہت سے باہر سے آنے والوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ اس دفعہ ڈائننگ ہال کا معیار صفائی بھی بہت اچھا تھا۔

پھر برتنوں کی صفائی دھلائی کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے ہمارے ایک انجینئر نے دیگیں دھونے کے لئے ایک سیمی آٹومیٹک (Semi Automatic) مشین بنائی ہے جس میں مزید بہتری پیدا کر کے اس کو آٹومیٹک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے ایک منٹ میں ایک دیگ اس طرح چمک جاتی ہے جیسے کبھی اس کو استعمال ہی نہیں کیا گیا ہو، بالکل نئی ہو۔ تو یہ بھی اس دفعہ کے بہتر انتظامات میں ایک نئی چیز شامل ہوئی ہے۔ مَیں نے انجینئر صاحب کو کہا ہے کہ اَور ایسی مشینیں بنائیں اور اس میں مزید بہتری پیدا کریں اور اس کو پیٹنٹ (Patent) کروا لیں۔ دنیا کے مختلف جگہوں پر جہاں بڑے جلسے ہوتے ہیں، پہلے تو ہم ان کو یہ صفائی کرنے کے لئے دیں گے۔ بڑی سادہ اور کارآمد مشین ہے۔

پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور ہمارے دل اس شکرگزاری میں اور بھی بڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو ایسے دماغ عطا فرمائے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ کس طرح کم سے کم خرچ میں ایسی چیزیں بنائی جائیں، ایسی ایجادیں کی جائیں جو جماعت کے مختلف شعبوں میں کام آ سکیں۔ پس یہ جو دوسروں کو آپ کام کرنے والوں کے بہتر انتظامات نظر آتے ہیں، ہر سال اس میں بہتری پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ جو یہ توفیق دیتا ہے کہ اپنے دماغ کو کام میں لا کر جماعتی ضروریات کے لئے ایجادات کریں، یہ چیزیں کسی بھی کام کرنے والے کے ذہن میں کسی قسم کا تکبر اور بڑائی پیدا نہ کرے بلکہ مزید عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جائیں، شکرگزاری میں مزید بڑھتے چلے جائیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں خدمت کی توفیق دے رہا ہے۔ اور یہ عاجزی اور شکرگزاری اُس وقت حقیقی عاجزی اور شکرگزاری کہلائے گی جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جب اپنی عبادتوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ اپنی ہر کوشش کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھیں گے اور اس کا فضل جانیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی پر اللہ تعالیٰ کے فضل جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اور

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں
لندن جانے اور لندن سے آنے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں

(جلسہ کے لئے ایڈوانس بکنگ آفر ۹۹ یورو)

Tel: 00 49 -211 - 2205611-12 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
Mobile: 0160-97902950e-mail: nayaab@web.de
Karl Str. 2 40210 - Dusseldorf (Germany)

جماعت بن کر رہنے کی وجہ سے ہیں۔ نظام جماعت کے ساتھ منسلک رہنے کی وجہ سے ہیں۔ اطاعت کے جذبے کے تحت ہر خدمت بجالانے کی وجہ سے ہیں۔ پس اس چیز کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور اطاعت نظام کا جذبہ پہلے سے بڑھ کر اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اطاعت نظام کے اعلیٰ نمونے دکھائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اطاعت خلافت، اطاعت نظام سے منسلک ہے۔

اگر کسی کا غلط رویہ دیکھیں، نظام جماعت کے کسی پرزے، کسی عہدیدار کی اصلاح چاہتے ہوں تو خلیفۂ وقت کو اطلاع کر سکتے ہیں لیکن اطاعت سے انکار کسی طرح بھی قابل برداشت نہیں۔ پس جلسوں کی غیر معمولی کامیابی کی حقیقی شکرگزاری کا بھی صحیح طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی امتیازی اور نمایاں تبدیلی پیدا ہو اور نظام جماعت کی اطاعت کا بھی بہترین نمونہ بنیں۔ ہمیشہ یہ بات پیش نظر رکھیں کہ آنحضرت ﷺ ہمارے اطاعت کے کیا معیار دیکھنا چاہتے تھے؟ کیا تعلیم ہمیں دی ہے اور وہ یہ کہ تمہارا حق ادا ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا، لیکن تمہارا یہ فرض ہے کہ سنو اور اطاعت کرو۔ ان لوگوں پر جن پر تمہارے حقوق ادا کرنا فرض ہے اُن پر اُن کے عملوں کا بوجھ ہے اور تمہارے پر تمہارے عملوں کا بوجھ۔ پس اللہ تعالیٰ خود ایسے حق ادا نہ کرنے والے عہدیداروں سے پوچھ لے گا۔ جماعت احمدیہ پر تو اللہ تعالیٰ کا یہ بھی بہت بڑا فضل ہے اور احسان ہے کہ خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اور اس کو اپنے انعاموں میں سے ایک انعام کہا ہے۔ پس یہ انعام بھی اس لئے ہے کہ اس نے حق کا ساتھ دینا ہے۔ خلیفہ وقت کسی کی پارٹی نہیں ہوتا۔ کسی سے ایسا رویہ اختیار نہیں کرتا کہ یہ اظہار ہو رہا ہو کہ اس کی طرفداری کی جا رہی ہے۔ اگر کوئی شکایت ہو تو خلیفۂ وقت کو اطلاع دی جا سکتی ہے۔ پس نئے احمدی بھی اور پرانے احمدی بھی یہ نمونے قائم کریں تو جماعتی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

جلسے کے دنوں میں مَیں نے مقامی جرمن لوگوں سے ایک میٹنگ کی، جو نومبائع تھے اور چند مہینے پہلے احمدی ہوئے، کچھ چند سال پرانے بھی تھے۔ وہاں ایک نومسلم جرمن نے یہ سوال کیا کہ اگر کوئی عہدیدار رہ چکا ہو اور اب عہدیدار نہ ہونے کی وجہ سے نئے عہدیداروں سے مکمل طور پر تعاون نہ کر رہا ہو، اس کی اطاعت نہ کر رہا ہو تو اس کا کیا علاج ہے؟ کس طرح اصلاح کی جائے؟ یہاں اصلاح کا سوال تو بعد میں آتا ہے اس سوال نے تو مجھے ویسے ہی ہلا دیا ہے کہ پاکستان سے آئے ہوئے احمدیوں نے اپنے یہ نمونے قائم کئے ہیں کہ جب تک عہدیدار رہے نظام کی اطاعت پر تقریر بھی کرتے رہے اور اطاعت کی توقع بھی کرتے رہے۔ جب عہدہ ختم ہوا تو بالکل ہی گھٹیا ہو گئے۔ پاکستانیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ سے اعلیٰ نمونے کی توقع کی جاتی ہے۔ اگر یہی مثالیں قائم کرنی ہیں تو آپ نے تو اپنی پرانی تربیت بھی ضائع کر دی اور جلسوں کے مقاصد کو بھی ضائع کر دیا۔ دوسرے یہ یاد رکھیں کہ تمام قوموں نے انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت اور حقیقی اسلام میں شامل ہونا ہے اور ہر قوم نے نظام جماعت میں شامل ہو کر اپنے ملکوں کا نظام بھی خود چلانا ہے۔ اس لئے اس خیال سے اپنے ذہنوں کو پاک کریں کہ ایک نیا آیا ہوا جرمن ہم پر کس طرح مسلط کیا جا سکتا ہے یا وہ ہمارا عہدیدار کس طرح بن سکتا ہے؟ اس بات سے کہ آپ عہدیدار نہیں بنے اور نیا آیا ہوا عہدیدار بن گیا، آپ کو استغفار کا زیادہ خیال آنا چاہئے، استغفار میں زیادہ بڑھنا چاہئے کہ ہماری کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقع ہم سے لے کر ان نئے شامل ہونے والوں کو دے دیا جو اخلاص و وفا اور اطاعت نظام اور اطاعت خلافت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ پس ایسے بدخیالات رکھنے والے اپنی اصلاح کریں۔ اُس جرمن کو تو مَیں نے یہی کہا تھا کہ ان لوگوں کو پیار سے سمجھائیں، ان کے لئے دعا کریں۔ اگر پھر بھی باز نہیں آتے تو امیر صاحب کو لکھیں۔ اگر امیر صاحب کے کہنے پر بھی اصلاح نہیں کرتے تو مجھے لکھیں تا کہ ایسے لوگوں کے خلاف پھر تعزیری کارروائی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو نیک اور اخلاص میں بڑھے ہوئے لوگ چاہئیں نہ کہ خود سر اور خود پسند لوگ، نہ کہ وہ لوگ کہ جب تک مفاد ہو اطاعت پر زور دیتے رہیں اور جب مفاد نہ رہا تو اطاعت بھی ختم ہو گئی۔

جرمن نو احمدی ماشاء اللہ نظام جماعت کو سمجھنے میں بھی بہت ترقی کر رہے ہیں۔ ایک جرمن نوجوان نے سوال کیا کہ ایک طرف جماعت کا کام ہے، یعنی جماعتی نظام کا جو جماعت کے کسی عہدیدار کی طرف سے ان کے سپرد کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف ذیلی تنظیموں، خدام، انصار اور لجنہ کے کام ہیں جو ان کے عہدیداروں کی طرف سے سپرد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک ہی وقت میں مجھے جماعتی عہدیدار بھی ایک کام کہتا ہے اور خدام الاحمدیہ کا عہدیدار بھی ایک کام کہتا ہے اور میرا دل بھی نوجوان ہونے کی وجہ سے یہی چاہتا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا کام کروں تو اُس وقت کِس کام کو پہلے سرانجام دوں؟ مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ اس کو تو مَیں نے اس کا تفصیلی جواب دیا تھا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعتی نظام ایک مرکزی نظام ہے اور خدام، لجنہ اور انصار ذیلی تنظیمیں ہیں اور گو یہ ذیلی تنظیمیں بھی براہ راست خلیفۂ وقت کے ماتحت ہیں، ان سے ہدایات لیتی اور اپنے پروگرام بناتی ہیں لیکن جماعتی نظام بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور خلیفۂ وقت کے قائم کردہ نظاموں میں سے سب سے بالا نظام ہے۔ ہر ذیلی تنظیم کا ممبر جماعت کا بھی ممبر ہے اور جماعت کا ممبر ہونے کی حیثیت سے وہ جماعتی نظام کا پابند ہے۔ اگر کوئی جماعتی عہدیدار کسی نوجوان کو، کسی خادم کو بحیثیت فرد جماعت کوئی کام سپرد کرتا ہے اور اس دوران خدام الاحمدیہ کے عہدیدار کی طرف سے بھی کوئی کام سپرد ہوا ہے تو وہ خادم جس کے سپرد جماعتی عہدیدار نے کام سپرد کیا ہے، بحیثیت خادم نہیں بلکہ بحیثیت فرد جماعت خدام الاحمدیہ کے متعلقہ افسر کو اطلاع کر کے کہ جماعت کے عہدیدار نے میرے سپرد فلاں فوری کام کیا ہے، اس لئے مَیں اس کو پہلے کرنے کے لئے جا رہا ہوں، اس کام کو پہلے کرے اور خدام الاحمدیہ یا کسی بھی ذیلی تنظیم کا کام بعد میں۔ یہ تو ہے ہنگامی موقع پر لیکن عام طور پر روٹین (Routine) کے جو کام ہوتے ہیں، اس کا سالانہ کیلنڈر جماعت کا بھی بن جاتا ہے اور ذیلی تنظیموں کا بھی اور جماعت کا کیلنڈر کیونکہ پہلے بن جاتا ہے اس لئے ذیلی تنظیمیں اپنے پروگرامز اس کے مطابق ایڈجسٹ کریں مثلاً اجتماع ہے، ٹورنامنٹس ہیں اور مختلف جلسے ہیں۔ اگر ہنگامی طور پر کوئی جماعتی پروگرام کسی جگہ بن جاتا ہے تو جماعتی پروگرام بہرحال ذیلی پروگراموں پر مقدم ہے۔ ذیلی تنظیموں کے جو پروگرام ہیں ان میں براہ راست جماعتی انتظامیہ کو دخل دینے کا حق نہیں ہے، یہ بھی واضح ہونا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ کے کام میں مقامی صدران یا امیر وغیرہ کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ نہ لجنہ کے کام میں نہ انصار اللہ کے کام میں، باوجود اس کے کہ ان کا نظام بالا ہے۔ اگر امراء خلاف تعلیم سلسلہ اور خلاف روایت ذیلی تنظیموں سے کوئی کام ہوتا ہوا دیکھیں تو فوری طور پر متعلقہ ذیلی تنظیم کے صدر کو بلا کر سمجھائیں، اگر مقامی طور پر ہو رہا ہے تو امیر کو اطلاع دی جائے اور قائد کو سمجھایا جائے اور پھر فوری طور پر خلیفۂ وقت کو اطلاع دینی ضروری ہے۔ کیونکہ جماعتی روایات کا تقدس بہرحال قائم کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ فرق یاد رکھنا چاہئے کہ پروگراموں میں براہ راست دخل اندازی نہیں کی جا سکتی۔ بعض اَور جگہوں سے بھی یہ سوال اٹھتے ہیں اس لئے میں ان کو مختصراً بیان کر رہا ہوں۔

لجنہ کے اجلاسوں کے بارے میں بھی واضح کر دوں کہ بعض لجنہ کی تنظیموں سے یہ سوال اٹھتے رہتے ہیں کہ مردوں کے جو ماہانہ اجلاسات ہوتے ہیں اس میں لجنہ کو بھی لازماً شامل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اس بارہ میں واضح ہو کہ لجنہ کے کیونکہ اپنے ماہانہ اجلاس ہوتے ہیں اس لئے جماعتی ماہانہ اجلاسوں میں لجنہ کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے، نہ ان کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ہاں جو بڑے جلسے ہیں، جیسے سیرت النبیؐ کا جلسہ ہے، یوم مسیح موعود، یوم مصلح موعود، یوم خلافت وغیرہ یا اور کوئی پروگرام جو مرکزی طور پر یا ریجن کے طور پر بنتے ہوں ان میں لجنہ ضرور شامل ہو۔ اس کے علاوہ لجنہ خود بھی اپنے یہ اجلاسات اور جلسے کر سکتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذیلی تنظیمیں بنانے کا یہ مقصد تھا کہ جماعت کے ہر طبقے کو جماعتی ایکٹیوٹیز (Activities) میں شامل کیا جائے تا کہ ترقی کی رفتار میں تیزی پیدا ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا ایک لائحہ عمل ہو تا کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر مسابقت کی روح پیدا ہو۔ گاڑی کی پٹڑی کی طرح، لائن کی طرح دونوں برابر چل رہے ہوں، کہیں ٹکراؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ اس کی قدر کریں تا کہ اسلام اور احمدیت کی گاڑی اس پٹڑی پر منزلوں پر منزلیں طے کرتی چلی جائے اور ہم اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں۔

جلسہ کے حوالے سے ایک بات میں عورتوں کے متعلق بھی کہنا چاہتا ہوں۔ عموماً عورتوں کی یہ شکایت ہوتی تھی کہ ان کی مارکی میں پروگراموں کے دوران شور بہت ہوتا ہے۔ میری تقریر کے دوران بھی

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

بچوں کی وجہ سے کچھ نہ کچھ حد تک شور رہتا تھا۔ تو مَیں نے انتظامیہ کو کہا تھا کہ یو کے میں بھی اس طرح ہوتا ہے یہاں بھی یہی کریں کہ بچوں والی عورتوں کی علیحدہ مارکی ہوتا کہ جو مین مارکی ہے اس میں شور کم سے کم ہو۔ عورتیں بے شک خود شور مچا رہی ہوں، باتیں کر رہی ہوں لیکن بچوں کی موجودگی کی وجہ سے ان کو بہانہ مل جاتا ہے کہ بچے شور کر رہے ہیں۔ بہرحال اس دفعہ غیر معمولی طور پر عورتوں نے میری تقریر کے دوران خاموشی کا مظاہرہ کیا اور اس خاموشی کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ مَیں اس بات پر خوش بھی تھا اور اس بات کا افسوس بھی کر رہا تھا کہ یہ میری بدظنی تھی کہ عورتیں بچوں کی آڑ میں خود باتیں کرتی رہتی ہیں۔ لیکن میری یہ خوش فہمی تھوڑی دیر کے بعد ہی دور ہو گئی اور پتہ لگ گیا کہ یہ میری بدظنی نہیں تھی کیونکہ میری تقریر کے علاوہ عورتوں نے خاموشی اختیار نہیں کی اور ایک بڑا طبقہ مسلسل باتیں کرتا رہا اور ڈیوٹی والیوں کے کہنے پر بھی خاموش نہیں ہوتی تھیں۔ کسی کا جواب تھا کہ پہلے فلاں کو چپ کراؤ پھر مَیں چپ کروں گی۔ کسی نے یہ جواب دیا کہ اتنے لمبے عرصے کے بعد تو ہم ملے ہیں۔ ہمارے خاوند تو ملنے بھی نہیں دیتے تو ہم اب بیٹھ کر باتیں بھی نہ کریں۔ اور جو بیچاری نیک نیتی سے جلسہ سننے کے لئے آئی تھیں، وہ جو بیچاری اس نیت سے آئی تھیں اور اس شور کی وجہ سے ان پروگراموں سے استفادہ نہیں کر سکیں ان میں سے بہت ساری ایسی تھیں جنہوں نے رونا شروع کر دیا کہ ہمیں پروگرام بھی سننے نہیں دے رہیں۔ سنا ہے ایک دفعہ تو اتنا شور تھا کہ مائیکروفون سے بھی آواز نہیں آ رہی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سال جلسہ ہی اس لئے منعقد نہیں کیا تھا کہ جو جلسے کا مقصد ہے اسے پورا نہیں کیا جاتا۔ مَیں بھی یہ سوچ رہا ہوں کہ لجنہ کا وسیع پیمانے پر جلسہ ہی بند کر دیا جائے اور چھوٹے چھوٹے ریجنل جلسے کئے جائیں اور پھر اگر تربیت ہو جائے، تسلی ہو جائے تو پھر مرکزی جلسہ کریں۔ یا پھر دوسری صورت یہی ہے کہ تھوڑا سا ان کو توجہ دلانے کے لئے مَیں لجنہ میں براہ راست خطاب بند کر دوں اور جب تک یہ اطلاع نہیں مل جاتی کہ اس سال تمام پروگرام لجنہ نے خاموشی سے سنے ہیں اس وقت تک وہاں خطاب نہ کیا جائے۔

مجھے پتہ ہے، احساس ہے کہ عورتوں کی کافی تعداد جو خالصتاً جلسہ کی نیت سے آتی ہیں ان کے لئے بہت تکلیف دہ ہو گا۔ لیکن علاج کے لئے بعض دفعہ کڑوی گولیاں دینی پڑتی ہیں۔ تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک سال جلسہ نہیں کیا تھا، حالانکہ بڑے اخلاص سے بڑی تعداد جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئی تھی تو یہاں بھی ایک صورت کی جائے تا کہ شاید اصلاح ہو جائے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف نومبائعات جو بڑے آرام سے اور شوق سے جلسہ سنتی ہیں اور بیس پچیس سال تک کی لڑکیاں، عورتیں جن میں فی الحال کم باتیں کرنے کا شوق ہے، ان کو جلسہ پر یا مرکزی اجتماع پر آنے کی اجازت ہو اور باقیوں پر پابندی لگا دی جائے اور صرف یہاں نہیں بلکہ مَیں اب سوچ رہا ہوں کہ اپنے نمائندوں کے ذریعہ سے مختلف ملکوں میں اس طرح کے جائزے لوں جہاں بڑی جماعتیں ہیں۔ عورتوں کو اتنی مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے مقام کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا کریں لیکن بہت کم اثر ہوتا ہے۔ میری تقریر کے دوران لجنہ کی مارکی میں اس قدر خاموشی تھی کہ مَیں سمجھا تھا کہ ضرور میری باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی لیکن میرے مارکی سے باہر نکلنے کے بعد ہی وہاں شور شروع ہو گیا۔ وہی ہنگامہ، وہی باتیں اور سارے پروگراموں کے دوران اسی طرح ہوتا رہا۔ یاد رکھیں اگر اسی طرح کی حرکتیں ہوتی رہیں تو یہ پرانے احمدیوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے کیونکہ نئے آنے والے اخلاص میں بڑھ رہے ہیں اور پُرانوں کو جلسے کا صرف ایک مقصد یاد رہ گیا ہے کہ آپس کے تعلقات بڑھاؤ۔ یاد رکھیں کہ ہر عمل جو موقع محل کے لحاظ سے نہ کیا جائے، بے شک صحیح اور اچھا ہو، وہ عمل صالح نہیں کہلاتا۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ لجنہ کی تنظیم بھی نچلی سطح سے لے کر، اپنے شہر کی تنظیم سے لے کر مرکزی سطح تک تربیت میں اس کمی کی ذمہ دار ہے۔ بڑے بڑے مسائل یاد کرنے سے بہتر ہے پہلے اپنی تربیت کریں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعت میں نئے شامل ہونے والے اپنے اخلاص میں بڑھ رہے ہیں اور دنیا کے ہر ملک میں بڑھ رہے ہیں اُن کو دیکھ کر جہاں خوشی ہوتی ہے کہ نئے آنے والے اخلاص میں بڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیکی اور اخلاص میں بڑھنے والے ملک ملک میں عطا کئے ہیں اور عطا فرما رہا ہے اور دل سے بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات نکلتے ہیں، وہاں یہ فکر بھی ہوتی ہے کہ پرانے احمدیوں کی قربانیوں کو کہیں ان کی اولادیں ضائع نہ کر دیں۔

جرمنوں میں مَیں نے دیکھا ہے خاص طور پر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں جو احمدی ہو رہے ہیں اسلام کی پیاری تعلیم کا بہت اثر ہے۔ کوشش کرتے ہیں کہ حتی الوسع ہر حکم کو مانیں اور ہر حکم کی پابندی کریں۔ وقتی اطاعت نہیں بلکہ مستقل اطاعت کا جؤا اپنی گردن پر ڈالیں۔ اس وقت یہاں نومبائعین کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور اس تھوڑی سی تعداد میں بھی اطاعت اور خدمت کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ لوگ نمایاں ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی دور نہیں ہے جب یہ تعداد ہزاروں اور لاکھوں میں ہونے والی ہے۔ اس لئے میں جرمن احمدیوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اسلام کی تعلیم جہاں اپنی زندگیوں پر لاگو کریں وہاں شمع ہدایت بنتے ہوئے اپنے ہم وطنوں میں بھی یہ تعلیم پھیلائیں۔ اسلام کی جو روشنی آپ کو ملی ہے اس شمع سے دوسروں کے دل بھی روشن کریں۔ اسلام کے خوبصورت پیغام سے دوسروں کو بھی آگاہ کریں۔ اس تأثر کو دھوئیں کہ اسلام ایک شدت پسند مذہب ہے۔ گزشتہ دنوں یہاں جرمنی میں کچھ لڑکے گرفتار ہوئے، کچھ جرمن اور کچھ ترک لڑکے تھے جو دہشت گردی کرنے والے تھے اور کہا جاتا ہے کہ وہ پاکستان سے ٹریننگ لے کر آئے تھے۔ ایک بڑے نقصان سے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو بچا لیا ہے۔ ان بھٹکے ہوؤں تک بھی اسلام کی صحیح تعلیم پہنچائیں اور اپنے ہم قوموں کو بتائیں کہ اس اسلام کو اسلام نہ سمجھو جس کا اظہار ان لوگوں سے ہو رہا ہے بلکہ حقیقی اسلام کے لئے ہمارے پاس آؤ، ہماری بات سنو۔ پس یہ پیغام پہنچانے کے لئے جامع پروگرام بنائیں اور یہی شکر گزاری اور اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کا طریق ہے۔

پاکستانی احمدیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ اپنی حالتوں میں پہلے سے بڑھ کر تیزی کے ساتھ تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اپنی حالتوں میں انقلاب لانے کی کوشش کریں۔ یہی صحیح شکر گزاری کا طریق ہے۔ یہی اپنے بزرگوں کے نام کو زندہ رکھنے کا طریق ہے جنہوں نے احمدیت کی خاطر قربانیاں دی تھیں۔ یہی آپ کا جماعت میں شامل ہو کر صحیح حق ادا کرنے کا طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

جلسہ کی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں گیارہ سعید فطرت مردوں عورتوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ مردوں میں بھی دستی بیعت ہوئی، بہت ساروں نے دیکھا ہو گا، جس میں دوران سال بعض نئے شامل ہونے والوں اور جلسہ کے دوران بھی پانچ یا چھ مردوں نے بیعت کی جو احمدی ہوئے تھے۔ اس وقت بھی مَیں نے ان مرد نومبائعین کی عجیب جذباتی کیفیت دیکھی تھی۔

لیکن اس دفعہ بہت سوں کو علم نہیں، مَیں بتا دوں کہ مَیں نے براہ راست جرمن عورتوں میں بھی بیعت لی ہے اور اس طرح لی تھی کہ اپنی بیوی کا (محرم کا ہاتھ پکڑا جا سکتا ہے) ہاتھ پکڑ کے اور باقی عورتوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اور پھر چین (Chain) بن کے 60-70 عورتوں نے اس طرح بیعت کی اور بیعت کرنے والیوں میں بعض بالکل نئی تھیں، ان کو احمدیت قبول کئے کچھ عرصہ ہوا تھا۔ عموماً تو تمام عورتیں ہی اس وقت جذباتی کیفیت میں تھیں لیکن خاص طور پر ان نئی شامل ہونے والیوں کی حالت عجیب تھی، جن کی احمدیت کی زندگی صرف چند دن یا چند مہینے تھی۔ اس قدر اخلاص اور جذبات کا اظہار کر رہی تھیں کہ صاف نظر آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آ کر ان میں ایک انقلاب آ گیا ہے۔ بیعت کے الفاظ شروع ہوتے ہی انہوں نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا۔ بیعت کے بعد جو دعا ہوئی اس میں بھی ان کی تڑپ بیان سے باہر ہے اور جب مَیں وہاں سے اٹھ کر باہر آ گیا ہوں تو مجھے بتایا گیا کہ پھر وہ سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے سجدہ میں پڑ گئیں۔ یہ اس معاشرے کی وہ نوجوان تھیں جس نے خدا کو بھلا دیا ہوا ہے۔ لیکن خدا کے مسیح اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق سے تعلق جوڑ کر انہوں نے اس دنیا اور اپنے معاشرے کو ٹھکرا کر واحد و یگانہ خدا سے پیار اور صدق و وفا کا زندہ تعلق قائم کر لیا ہے۔

پس جلسہ کی یہ بھی برکات ہیں اور یہ برکات ہمیں تبھی فائدہ دیں گی جب ہم ہمیشہ شکر گزاری کرتے چلے جائیں گے، ہمیشہ اپنے عہد بیعت میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جائیں گے، ہمیشہ شکر گزاری کے جذبات کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کامل فرمانبردار بنتے چلے جائیں گے۔ اور تبھی ہر فرد جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا ایک مفید رکن بننے والا کہلا سکے گا، جب ان باتوں پر عمل ہو گا ورنہ ایک خشک ٹہنی کی طرح ہو گا جو بے فائدہ ہے جو جلانے کے کام آتی ہے۔ تو ہر احمدی کو خشک ٹہنی بننے کی بجائے سرسبز اور ثمر آور شاخ بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا صحیح عبد بنتے ہوئے اور اس کا شکر گزار بنتے ہوئے ان برکات سے فائدہ اٹھانے والا بننا چاہئے جن کے حصول کے لئے یہ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے اور جس مقصد کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے جاری فرمائے تھے۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: خلافت راشدہ ازصفحہ نمبر4

پہلے انبیاء کی خلافت خواہ خلافتِ نبوت ہو یا خلافتِ ملوکیت، ناقص تھی

یادرکھنا چاہئے کہ خلافتِ نبوت پہلے نبی کی تائید کیلئے آتی ہے اور خلافتِ ملوکیت مومنین کے حقوق کی حفاظت اور اُن کی قوتوں کے نشوونما کے لئے آتی ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاءِ کو جو خلفاء انبیاء ملے تو اُن کی خلافت ناقص تھی کیونکہ گو وہ ان کے کام کو چلاتے تھے مگر نبوت براہِ راست پاتے تھے۔ پس اُن کی خلافت کامل خلافت نہ ہوتی تھی اور اگر ان کی اقوام کو خلفاءِ ملوکی ملے تو اُن کی خلافت بھی ناقص خلافت ہوتی تھی کیونکہ وہ اختیارات براہِ راست ورثہ سے پاتے تھے۔ اور اس کے نتیجہ میں اُن کی قوم کے قویٰ پورے طور پر نشوونما نہ پاتے تھے کیونکہ اُن کے مقرر کرنے میں اُمت کا دخل نہ ہوتا تھا اُسی طرح جس طرح نبیوں کا اپنے تابع نبیوں کی نبوت میں دخل نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جہاں بھی باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد پوتا ورثہ کے طور پر تختِ حکومت سنبھالتے چلے جاتے ہیں وہاں اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی کہ پبلک کے علمی معیار کو بلند کیا جائے اور اُس کے ذہنی قویٰ کو ایسا نشوونما دیا جائے کہ وہ صحیح رنگ میں حکام کا انتخاب کر سکے۔ لیکن جہاں حکام کا انتخاب پبلک کے ہاتھ میں ہو وہاں حکومت اس بات پر مجبور ہوتی ہے کہ ہر فرد کو عالم بنائے، ہر فرد کو سیاست دان بنائے اور ہر فرد کو ملکی حالات سے باخبر رکھے تا کہ انتخاب کے وقت اُن سے کوئی بیوقوفی سرزد نہ ہو جائے۔ پس اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے لوگوں کے علمی نشوونما کو مدنظر رکھتے ہوئے حُکّام کے انتخاب کا حکم دیا۔ پس رسول کریم ﷺ سے پہلے انبیاء کی خلافت خواہ وہ خلافتِ نبوت ہو یا خلافتِ ملوکیت ناقص تھی لیکن رسول کریم ﷺ چونکہ صحیح معنوں میں کامل نبی تھے اس لئے آپ کے بعد جو نبی آیا یا آئیں گے وہ آپ کے تابع ہی نہ ہونگے بلکہ آپ کے فیض سے نبوت پانے والے ہونگے۔ اِسی طرح چونکہ آپ کی قوم صحیح معنوں میں کامل اُمت تھی جیسا کہ فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورة ال عمران آیت نمبر111) اس لئے ضروری تھا کہ اُن کے کام کو چلانے والے بھی اُسی رنگ میں آئیں جس طرح اس اُمت میں نبی آنے تھے یعنی اُن کے انتخاب میں قوم کو دخل ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ وہ ملوکی خلیفہ نہ ہوں جن کے انتخاب میں قوم کو دخل نہ ہوتا تھا بلکہ انتخابی خلیفہ ہوں تا کہ اُمتِ محمدیہ کی پوری ترجمانی کرنے والے ہوں اور اُمت کی قوت کا صحیح نشوونما ہو۔ چنانچہ اس حکم کی وجہ سے ہر خلیفہ اس بات پر مجبور ہے کہ وہ لوگوں میں زیادہ سے زیادہ علم اور سمجھ کا مادہ پیدا کرے تا کہ وہ اگلے انتخاب میں کوئی غلطی نہ کر جائیں۔ پس یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدالانبیاء ہیں اور آپ کی اُمت خَيْرُ الْاُمَم ہے۔ جس طرح سید الانبیاء کے تابع نبی آپ کے فیضان سے نبوت پاتے ہیں اسی طرح خَيْرُ الْاُمَم کے خلفاء قوم کی آواز سے خلیفہ مقرر ہوتے ہیں۔ پس یہ نظام اسلام کی برتری اور نبیٔ اسلام اور اُمّتِ اسلامیہ کے عُلّوِ مرتبت کی وجہ سے ہے اور اس سے خلافتِ فردی کو مٹایا نہیں گیا بلکہ خلافتِ شخصی کو زیادہ بہتر اور مکمل صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

ان اصولی سوالوں کے بعد میں ایک دو ضمنی اعتراضوں کو لے لیتا ہوں۔

کیا خلافتِ موعودہ محض اُس خلیفہ کے متعلق ہے جو نبی کے معاً بعد آتا ہے؟

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خلافتِ موعودہ جس کا اس آیت میں ذکر ہے محض اُس خلیفہ کے متعلق ہے جو نبی کے معاً بعد آتا ہے نہ کہ خلفاء کے ایک لمبے سلسلہ کے متعلق۔ اس کا جواب یہ ہے۔

(1) رسول کریم ﷺ نے خود چاروں خلافتوں کو خلافتِ راشدہ قرار دیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكاً۔ (مسند احمد بن حنبل جلد5 صفحہ220-221 مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت سفینہؓ کہتے ہیں مَیں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میرے بعد خلافت صرف تیس سال ہوگی اس کے بعد ملوکیت قائم ہو جائے گی۔ اور چاروں خلفاء کی مدت صرف تیس سال ہی بنتی ہے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کو چاروں خلفاء تک لمبا کرتے ہیں تو کسی دوسرے کا کیا حق ہے کہ اسے پہلے خلیفہ تک محدود کر دے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خیال کو ''سِرُّ الخلافه'' میں بیان فرمایا ہے مگر یہ درست نہیں۔ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ شیعوں کے ردّ میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے اصل جانشین حضرت علیؓ تھے آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ خلافت کا وعدہ قرآن کریم کی آیت وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْامِنْكُمْ میں ہے اور اس میں جو شرائط پائی جاتی ہیں وہ بدرجۂ کمال حضرت ابوبکرؓ میں پائی جاتی ہیں۔ (سرالخلافة روحانی خزائن جلد8 صفحہ333-334)

پس آپ کا مطلب تو یہ ہے کہ قرآن کریم سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت حضرت علیؓ کی خلافت سے زیادہ ثابت ہے نہ یہ کہ حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے۔ آپ نے اپنی کتب میں چار خلفاء کے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔ (سرالخلافة` روحانی خزائن جلد8 صفحہ326) اور حضرت علیؓ کی خلافت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ (سرالخلافة ۔ روحانی خزائن جلد8 صفحہ358-359)

اس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحومؓ نے شیعوں کے ردّ میں ایک لیکچر دیا تھا جس میں انہوں نے اسی آیت سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ ثابت کیا ہے اور حضرت علیؓ کی خلافت کو بھی مختلف مقامات میں تسلیم کیا ہے۔ آپ نے بعد میں اس لیکچر کو بعض زوائد کے ساتھ کتابی صورت میں ''خلافتِ راشدہ'' کے نام سے چھپوا دیا تھا۔ اس کتاب میں وہ لکھتے ہیں کہ میرا یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا اور بار بار پڑھوایا اور اس کے کچھ حصہ کا ترجمہ اپنی کتاب حجۃ اللہ میں بھی کر دیا اور مختلف مقامات پر میرا یہ مضمون دوستوں کو اپنی طرف سے بطور تحفہ بھجوایا۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عقیدہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے متفق تھے جس کا انہوں نے ''خلافتِ راشدہ'' میں اظہار کیا ہے۔ (خلافتِ راشدہ حصہ اوّل صفحہ 110 مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مطبوعہ امرتسر 1922ء)

(2) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے خلیفہ کی خلافت ثابت ہو جائے تو دوسروں کی خودبخود ثابت ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ پہلے خلیفہ ہوئے اور پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کا انتخاب کیا اور مسلمانوں سے مشورہ کر کے انہیں خلیفہ مقرر کیا۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت خلیفہ اوّل نے ایک دفعہ تو میرا نام لے کر وصیت کی اور دوسری دفعہ بغیر نام کے وصیت کی مگر بہرحال خلافت کے وجود کو آپ نے قائم کیا۔ آپ کی وصیت کے الفاظ یہ ہیں:۔

''خاکسار بقائمی حواس لکھتا ہے لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.......... میرا جانشین متقی ہو، ہردلعزیز، عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی و درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیرخواہ تھا وہ بھی خیرخواہ رہے قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام

نورالدین۔4/مارچ1914ء

(الفضل 11/ مارچ 1914ء صفحہ1)

اسی طرح آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کیا ہے اور میرے بعد جو ہوگا اسے بھی خدا ہی خلیفہ مقرر کرے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

''خلافت کیسری کی دُکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔''

(بدر 11/جولائی 1912ء صفحہ4)

پس اگر پہلے خلفاء اس آیت کے ماتحت خلیفہ تھے تو ان کے فیصلے اسی کی تائید میں ہیں کہ ان کے بعد بھی خلافت رہے گی اور اسی رنگ میں ہوگی جس رنگ میں ان کی اپنی خلافت تھی اور ان کے فیصلے اس بارہ میں حُجَّت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ۔

(3) تیسرا جواب یہ ہے کہ جب موجبات موجود ہوں تو پھر ان کا طبعی نتیجہ کیوں نہ ہوگا۔ یا تو یہ ماننا جائے گا کہ ضرورتِ خلافت بعد میں نہ رہی اور اُمت بھی مومنوں اور عملِ صالح کرنے والوں کی نہ رہی اور یا پھر خلافت کے وجود کو تسلیم کرنا ہوگا۔

کیا خلیفہ کا عزل جائز ہے؟

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جب خلیفہ انتخاب سے ہوتا ہے تو پھر امت کیلئے اس کا عزل بھی جائز ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ گو خلیفہ کا تقرر انتخاب کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن آیت کی نص صریح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کو اپنے فیصلہ کا اس امر میں ذریعہ بناتا ہے اور اس کے دماغ کو خاص طور پر روشنی بخشتا ہے لیکن مقرر اصل میں اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ وہ خود ان کو خلیفہ بنائے گا۔ پس گو خلفاء کا انتخاب مومنوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا الہام لوگوں کے دلوں کو اصل حقدار کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بتاتا ہے کہ ایسے خلفاء میں مَیں فلاں فلاں خاصیتیں پیدا کر دیتا ہوں اور یہ خلفاء ایک انعامِ الٰہی ہوتے ہیں۔ پس اس صورت میں اس اعتراض کی تفصیل یہ ہوئی کہ کیا اُمت کو حق نہیں کہ وہ اس شخص کو جو کامل موحّد ہے جس کے دین کو اللہ تعالیٰ نے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کیلئے خدا نے تمام خطرات کو دور کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ شرک کو مٹانا چاہتا ہے اور جس کے ذریعہ سے وہ اسلام کو محفوظ کرنا چاہتا ہے معزول کر دے۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو امّتِ اسلامیہ معزول نہیں کرسکتی۔ ایسے شخص کو تو شیطان کے چیلے ہی معزول کریں گے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس جگہ وعدہ کا لفظ ہے اور وعدہ احسان پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس اعتراض کے معنی یہ ہوں گے کہ چونکہ انعام کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اُمت کے ہاتھ میں رکھا ہے اسے کیوں حق نہیں کہ وہ اس انعام کو ردّ کر دے۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ استنباط بدترین استنباط ہے۔ جو انعام منہ مانگے ملے اس کا ردّ کرنا تو انسان کو اور بھی مجرم بنا دیتا ہے اور اس پر شدید حُجت قائم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرمائے گا کہ اے لوگو! میں نے تمہاری مرضی پر چھوڑا اور کہا کہ میرے انعام کو کس صورت میں لینا چاہتے ہو؟ تم نے کہا ہم اس انعام کو فلاں شخص کی صورت میں لینا چاہتے ہیں اور میں نے اپنے فضل اس شخص کے ساتھ وابستہ کر دیئے۔ جب میں نے تمہاری بات مان لی تو اب تم کہتے ہو کہ ہم اس انعام پر راضی نہیں۔ اب اس نعمت کے اوپر میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے فرمایا کہ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یعنی انتخاب کے وقت تو ہم

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نے اُمت کو اختیار دیا ہے مگر چونکہ اس انتخاب میں ہم اُمت کی راہبری کرتے ہیں اور چونکہ ہم اس شخص کو اپنا بنا لیتے ہیں اس کے بعد اُمت کا اختیار نہیں ہوتا اور جو شخص پھر بھی اختیار چلانا چاہے تو یاد رکھے وہ خلیفہ کا مقابلہ نہیں کرتا بلکہ ہمارے انعام کی بے قدری کرتا ہے۔ پس مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْن اگر انتخاب کے وقت وہ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں شامل تھا تو اب اس اقدام کی وجہ سے ہماری درگاہ میں اس کا نام وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کی فہرست سے کاٹ کر فاسقوں کی فہرست میں لکھا جائے گا۔

ایک لطیف نکتہ

اب ایک لطیف نکتہ بھی سن لو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا عجیب بات بیان کی ہے۔ خلافت کے انعام کا وارث اس قوم کو بتایا ہے جو

(ا) ایمان رکھتی ہو یعنی اس کے ارادے نیک ہوں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔ (المعجم الکبیر جلد۶ للطبرانی صفحہ228 مطبوعہ عراق 1979ء کے مطابق یہ حدیث ہے) کہ مومن کے عمل محدود ہوتے ہیں مگر اس کے ارادے بہت وسیع ہوتے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے کہ میں یوں کروں گا اور یُوں کروں گا۔ گویا مومن کے ارادے بہت نیک ہوتے ہیں۔

(2) دوسری بات یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ عَمِلُوا الصّٰلِحٰت کے مصداق ہوتے ہیں۔ یعنی صالح ہوتے ہیں۔ مگر فرماتا ہے جب وہ خلافت کا انکار کرتے ہیں تو فاسق ہو جاتے ہیں۔ فاسق کے معنی ہیں جو حلقہ اطاعت سے نکل جائے اور نبی کی معیت سے محروم ہو جائے۔ پس آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ نیک ارادے رکھنے والوں اور صالح لوگوں میں خلافت آتی ہے۔ مگر جو اس سے منکر ہو جائیں تو باوجود نیک ارادے رکھنے اور صالح ہونے کے وہ اس فعل کی وجہ سے نبی کی معیت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

اب آیت کے اِن الفاظ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس رؤیا کے مقابل پر رکھو جو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کے متعلق دیکھا اور جس میں آپ ان سے فرماتے ہیں:۔

''آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔''

(تذکرہ صفحہ 518۔ ایڈیشن چہارم)

تو معلوم ہوا کہ یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰت اور مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ ایمان رکھنے اور عمل صالح کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ان میں خلافت قائم کرے گا۔ مگر جو شخص اس نعمت کا انکار کر دے گا وہ نبی کی معیت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اس رؤیا میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھا یا نہیں بیٹھا۔ مگر قرآنی الفاظ بتاتے ہیں کہ ایسے شخص کو پاس بیٹھنے کی توفیق نہیں ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (سورۃ البقرہ آیت 157)

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 16

نفس کو دھوکہ نہ دیں۔ عورت کی ایک بہت بڑی زینت حیا ہے اور یہی ایک مومن کی نشانی ہے۔

یہ بھی بعض شکایات ہیں کہ شادیوں میں ڈانس ہوتا ہے اور جسم کی نمائش ہوتی ہے۔ یہ انتہائی بے حیائی ہے۔ لڑکیوں کو لڑکیوں میں بھی ننگے لباس میں نہیں آنا چاہئے اور نہ ہی ڈانس کی اجازت ہے۔ یہ بیہودگی ہے۔ ننگے لباس میں عورتوں کے سامنے ورزش کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ دوسرے ڈانس کرتے وقت تو جذبات ہی بالکل اور ہوتے ہیں اور ورزش کرتے وقت خیالات اور ہوتے ہیں۔ شادیوں کے موقعہ پر بعض پاکیزہ نغمے بھی ہیں دعائیہ نظمیں بھی جو پڑھی جا سکتی ہیں۔ پس یہ بہانے ہیں، یہ سب شیطان کے بہکاوے میں آنے والی باتیں ہیں۔ جب آپ نے اپنے آپ کو زمانے کے امام کے ہاتھ پر بیچ دیا ہے تو پھر آپ کے تمام جذبات اور خیالات کے ساتھ اس نے آپ کو خریدا ہے۔ اور جس نے خریدا ہے اس نے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے خریدا ہے۔ پس اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کئے جانے کے قابل ایک اچھے تحفہ کے طور پر بنائیں ورنہ آپ اس تحفہ کی طرح ہوں گی جو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اپنی نسلوں کو کارآمد تحفہ بنائیں جیسا کہ بیعت کا حق ہے۔ اس کے لئے نفس کی قربانیاں کرنی ہوں گی، عبادت کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی قوم میں عورت کا کردار قوم کو بنانے میں انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اگر عورت تعلیم والی ہوگی تو پھر ہی تعلیم دینے والی ہوگی۔ ایک احمدی عورت اسلام کی تعلیم کے مطابق اپنے گھر کی نگرانی کرتی ہے۔ اپنی اولاد کی اخلاقی اور روحانی نگرانی کرتی ہے۔ ماں باپ کی عملی زندگی کا اثر بچے قبول کرتے ہیں۔ اور تضاد کی بنا پر بچے بعض دفعہ ماں باپ کا گھر چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر کمپرامائز ہو رہا ہوتا ہے کہ تمام بیہودگیوں کے ساتھ ہی سہی مگر گھر میں رہو اور دوسروں کے سامنے ہمیں ذلیل نہ کرو، عزیزوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔ ایک احمدی عورت کو صرف اپنی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اپنی نسلوں کو جو ملک اور جماعت کی امانت ہے ایسے رنگ میں پروان چڑھانا ہے کہ دنیاداری اور لغویات سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اپنی مرضی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مرضی کے تابع کریں تا کہ ان انعاموں کی وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آپؑ کی جماعت کو دیا ہے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم دی ہے اس پر عمل کریں۔ اس کے لئے ایک مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ عبادتوں کے معیار بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پس جب یہ صورت پیدا ہو جائے گی تو پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل بھی ضرور فرمائے گا۔ نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے گا۔ شرط یہی ہے کہ آپ کی عبادتوں کے معیار بلند ہوں۔ اللہ کے حکم پر عمل کرنے والی ہوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والی ہوں۔ آپ کی کوشش سے آپ کی اولاد نیکی پر عمل کرے گی تو آپ کے مرنے کے بعد ان کے عمل کا ثواب بھی آپ کو ملے گا۔ ماں باپ کے لئے دعا ان بچوں کے منہ سے نکلے گی جو نیک ہوں گے اور جن کی اچھی پرورش ہوگی۔ وقف نو بچے جہاں خدمت دین کریں گے وہاں اپنے والدین کے لئے بھی دعا کریں گے کہ جنہوں نے ان کو اس خدمت کے لئے وقف کیا۔ وہ دعائیں کریں گے کہ رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل:25)۔ پس خدا سے اپنا بھی تعلق جوڑیں۔ عورت ہی ہے جو ولی اللہ بھی پیدا کرتی ہے اور ڈاکو بھی بناتی ہے۔ حضور انور نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بچپن میں اپنی والدہ کی نیک نصیحت پر قائم رہنے والا واقعہ سنایا اور اسی طرح اس ڈاکو کا بھی واقعہ سنایا جس کی ماں بچپن میں اسے چوری اور بری باتوں سے منع کرنے کی بجائے اسے ان کی ترغیب دلاتی تھی۔ پھر حضور نے فرمایا کہ جب بھی کوئی نصیحت کی جائے اس پر کان دھریں، صحابہ کا نمونہ بنیں، ایک آواز پر بیٹھ جائیں، اللہ کے حکموں پر عمل نہ کرنے کے بہانے نہ بنائیں۔ اپنی زندگیاں سادگی سے گزاریں۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت سے مضبوط تعلق پیدا کرنے والی ہو اور ہمیشہ خلافت سے چمٹنے والی بنے۔ (آمین)

خطاب کے اختتام کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور پھر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ ایک بج کر پینتالیس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں نماز ظہر وعصر پڑھانے کے لئے عقبی درواز ہ سے ہال میں بائیں جانب سے گزرتے ہوئے اپنے عقیدت مندوں کو ہاتھ ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا اور سٹیج پر تشریف لائے۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایڈیشنل وکیل المال لندن کو بعض مالی امور کے تعلق میں حکم صادر فرمائے اور لندن میں مہمانوں کے بارہ میں ہدایات فرمائیں۔ اس کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

ملاقاتیں

سات بج کر تیس منٹ پر حضور اپنے دفتر تشریف لائے اور جرمن نومبایعین سے جماعتی نظام اور متفرق امور پر بات ہوئی۔ اور پھر مالٹا سے آئے ہوئے ایک بڑے وکیل اور سیاسی لیڈر جو ایم پی ہیں اور وزیر بھی رہ چکے ہیں، مذہباً عیسائی ہیں، ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے دو غیر از جماعت علماء کمیٹی کے ممبر سے الگ الگ ملاقات ہوئی۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور دفتر سے ہی مردانہ جلسہ گاہ میں نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور انور کے دفتر کے باہر عشاق کا ہجوم اپنے پیارے آقا کی ایک نظر کے لئے منتظر تھے۔

اجتماعی بیعت

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد اجتماعی بیعت کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی جس میں جرمن، سری لنکن، بوزنین اور عرب قوم سے تعلق رکھنے والے سعید فطرت لوگوں کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی عظیم سعادت نصیب ہوئی۔ اس بیعت میں تمام حاضرین جلسہ نے بھی شامل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور اس کے بعد اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے لئے۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری نے اس عرصہ کے دوران جمع ہونے والی ڈاک حضور انور کے ملاحظہ کے لئے رہائشگاہ پر بھجوائی۔

(باقی آئندہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب

صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت کم از کم پچاس فیصد گھرانوں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب پہنچانا بھی شامل ہے۔ امراء کرام و مبلغین انچارج اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جائزہ لے کر ٹارگٹ کو جلد از جلد حاصل کرنے کی سعی فرمائیں اور اپنی مساعی سے وکالت اشاعت لندن کو بھی مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
قائم شدہ 1952
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ: 6214750، 6214760
اقصیٰ روڈ: 6212515، 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امۃ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

قسط نمبر 12

ہجرت کرنے سے انسان روحانی اور نفسیاتی طور پر مضبوط ہوتا ہے

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:

اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی وَّرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلٰھًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (الکہف:14-15)

ترجمہ: وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر حقیقی ایمان لائے اور انہیں ہم نے ہدایت میں اور بھی بڑھایا تھا، اور جب وہ اپنے وطن سے نکلنے کے لئے اُٹھے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ جب اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہمارا رب (وہ ہے جو) آسمانوں اور زمین کا بھی رب ہے۔ ہم اُس کے سوا کسی اور معبود کو ہر گز نہیں پکاریں گے۔ ورنہ ہم ایک حق سے دور بات کہنے والے ہوں گے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جو لوگ خالصتاً خدا کی رضا کے لئے ہجرت کرتے ہیں اگر خدا چاہے تو ایسے لوگوں کے دلوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ روحانی ہجرت بھی کریں یعنی اپنے آپ کو توحید پر مضبوطی سے قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

انسان کی کمزوریاں اور بُری عادتیں وطن کی گلیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ جیسے وطن کے گلی کوچے چھوڑنا مشکل ہوتے ہیں اسی طرح بُری عادات چھوڑنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ مومن لوگ کمزور ہوں اور خود پر ترس کھائیں۔ اس لئے خدا نے ایسی جگہ سے ہجرت کا حکم دیا ہے جہاں ظلم ہو رہا ہو اور جہاں مومن خود کو کمزور محسوس کرے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ۔ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ۔ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ۔ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا۔ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (سورۃ النساء: 98تا100)

ترجمہ: جن لوگوں کو ملائکہ نے اس حالت میں وفات دی کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ وہ ان سے کہیں گے کہ تم کس خیال میں تھے؟ وہ (یعنی ہجرت سے گریز کرنے والے) جواب میں کہیں گے کہ ہم ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے۔ (اس لئے ہجرت نہیں کی) وہ (فرشتے) جواب دیں گے کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی؟ کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ پس ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ رہنے کے لحاظ سے بہت ہی بُری جگہ ہے۔ ہاں وہ لوگ جو مردوں۔ عورتوں اور بچوں میں سے فی الواقع کمزور تھے اور وہ کسی تدبیر کی طاقت نہ رکھتے تھے اور نہ کوئی راہ انہیں نظر آتی تھی۔ ان لوگوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی بخشش قریب ہے۔ کیونکہ اللہ ہے ہی بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ 'وہ اپنی جانوں پہ ظلم کر رہے تھے' اس کا مطلب یہ ہے کہ 'یعنی کفار کے ملک میں رہ کر تکلیفیں اُٹھا رہے تھے مگر ہجرت نہ کرتے تھے'۔

(تفسیر صغیر حاشیہ زیر آیت سورۃ النساء: 98)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا مومنوں کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ جہاں ظلم ہو رہا ہو خواہ مخواہ وہاں بیٹھے رہیں اور خود پہ ترس کھاتے رہیں مگر ہجرت نہ کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے خدا کی ناراضگی اور جہنم ہے۔ خدا تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگ جدوجہد کریں اور وہاں سے نکل جائیں۔ خدا تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے کہیں چلے جائیں۔ مگر وہ لوگ جو کسی تدبیر کی طاقت نہ رکھتے تھے اُن کے لئے خدا کی بخشش ہے۔

ہجرت کی فضیلت اس قدر ہے کہ مہاجرین کے لئے خدا کا وعدہ ہے کہ ان کے واسطے کئی راہیں کُھل جائیں گی اور کشادگی عطا ہوگی۔

وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً۔ وَّمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ۔ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (النساء: 101)

ترجمہ: اور جو شخص بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا وہ ملک میں حفاظت کی بہت سی جگہیں اور فراخی کے سامان پائے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کر کے نکلے پھر اسے موت آجائے تو سمجھو کہ اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہو چکا اور اللہ بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے کہ شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر، اللہ کے دین کی خاطر ہجرت کریں۔ اگر کوئی مال کمانے کے لئے ہجرت کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ مال و دولت تو اُسے مل ہی جائے مگر وہ ساری برکتیں جو ہجرت کے ساتھ وابستہ ہیں یعنی خدا تعالیٰ کے قرب اور فضل کے راستے، خوشیاں، امن، تسکین اور برکتیں، وہ اس کو نہ ملیں۔

ہجرت سے انسان بے شمار برکتیں تب لے سکتا ہے جب وہ اپنی روحانی ہجرت بھی کرے یعنی وہ اپنے آپ کو بُری عادتوں اور کمزوریوں سے پاک کرنے کی کوشش بھی کرے۔ اس طرح ہر انسان کو دو ہجرتیں کرنا ہوتی ہیں ایک جسم کی ہجرت یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی۔ اور دوسری روح کی ہجرت یعنی اپنے آپ کو روحانی طور پر کمزوریوں سے بچانا۔ جسمانی ہجرت سے انسان کو مضبوطی عطا ہوتی ہے اور پھر وہ روحانی ہجرت آسانی سے کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک انسان اگر نشہ کرتا ہے اور وہ نشے کو چھوڑنا چاہتا ہے مگر اُس کے بُرے ساتھی جو نشہ کرتے ہیں وہ اُس کو بار بار بلاتے ہیں تو اس طرح وہ پھر نشہ کی دلدل میں گر جاتا ہے۔ مگر جب وہ نئی جگہ پر ہجرت کر جائے جہاں اُس کو ایسے ماحول سے بُعد میسّر ہو اور بُرے مصاحبوں سے دور ہٹ جائے تو بآسانی نشہ چھوڑ سکتا ہے۔

خدا کی مدد اور خدا کے فضل کے ساتھ انسان روحانی اور جسمانی ہجرت کیسے کر سکتا ہے، اس کی ایک مثال ہے کہ ایک عورت کو اپنے ملک میں بہت مسائل تھے اور وہ بیمار بھی تھی اُس نے استخارہ کیا کہ کیا اُسے ہجرت کر جانی چاہئے۔ اُس کو شرح صدر ہو گیا اور وہ یورپ کے ایک ملک میں آ گئی۔ ہجرت کے بعد اُس کے سات آپریشن ہوئے۔ تین چار ماہ کے لئے ایسا ہوا کہ وہ گھر آتی اور ہسپتال چلی جاتی۔ پھر آتی پھر چلی جاتی۔ اس کا اسائلم کیس بھی ختم ہو گیا۔ وہ ہر وقت اپنے دو بیگ تیار رکھتی۔ ایک پاکستان واپس جانے کے لئے اور ایک ہسپتال جانے کے لئے۔ اس طرح اسے اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ کبھی نہ کبھی اُس کو خدا کے حضور حاضر ہونا ہے اور وہاں تو وہ کوئی سامان کا بیگ نہیں لے جا سکتی۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا تو وہاں تو صرف نیک کام ساتھ جائیں گے۔ اُس نے سوچا کیا اُس کے پاس تقویٰ کی زادِ راہ ہے؟ اس زادِ راہ کو پانے کے لئے وہ زیادہ سے زیادہ جماعت کا کام کرنے کی کوشش کرتی۔ پاکستان میں اُس کے پاس فرصت نہ تھی۔ یہاں یورپ کے ملک میں اُسے بڑی فراغت مہیا تھی۔ وہ ہسپتال میں لیٹے ہوئے اپنی غلطیاں یاد کرتی رہتی۔ پھر اُس کو دل کو چیر دینے والا پچھتاوا ہوا کہ اُس نے اپنی آدھی زندگی اپنے پر ترس کھاتے ہوئے سستیاں کر کر کے، اپنے فرائض سے کوتاہی کر کے اور حالات کا شکوہ کر کے ضائع کر دی۔ وہ تو بس نازک مزاج تھی۔ نوکر سے سودا منگواتی، برتن دھلواتی اور سب کام کرواتی پھر بھی خود اپنے پر ترس کھاتی تھی۔ اب اس ملک میں تو کوئی نوکر نہیں تھا۔ سب کام خود کرنے پڑتے تھے۔ وہ خدا سے دُعا کرتی کہ مجھے پھر میرے ملک جانے دو۔ مَیں ایسے نہیں کروں گی۔ مجھے دوبارہ اُسی طرح کی زندگی دے دو۔

مگر اب وہ واپس نہیں جا سکتی تھی۔ اُسے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد انسان کو اس طرح پچھتاوے ہوں گے اور وہ پچھتاوے دلوں کو چیر دیں گے جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ کہیں گے۔ اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الزمر: 59) ترجمہ: یا جب عذاب کو دیکھے تو کہنے لگے کہ اگر مجھے واپس جانے کا موقع ملتا تو میں محسنوں میں شامل ہو جاتا۔

اسی طرح اسے لگتا تھا کہ وہ دوسری دنیا میں آ گئی ہے خدا تعالیٰ نے اس کی باطنی نظر تیز کر دی تھی اور اسے اپنی غلطیاں کھلی کھلی نظر آنے لگ گئی تھیں۔ اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ وہ اتنی بیوقوفی کیا کرتی تھی۔ اتنے اپریشن کروا کر بھی اُسے درد بدستور تھی اُسے معلوم ہوتا کہ اُس کے جسم میں آگ کا گولہ ہے اور اُسے درد ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہم نے کافی علاج کر لیا ہے اب معلوم نہیں کیا ہے، کیوں درد ٹھیک نہیں ہوتی۔

پھر اُس نے سوچا کہ شکر ہے ابھی وہ زندہ ہے اُس کو خدا تعالیٰ کی مغفرت کی طرف بھاگنا ہے۔ اس کی درد عام طور پر تین یا چار ہفتے کے بعد ہوتی تھی۔ اُس نے سوچا کہ یہ جو تین چار ہفتے درد کے درمیان وقفہ ہوتا ہے اس وقفے میں وہ خدا تعالیٰ کی مغفرت کی طرف بھاگے گی اور یہ درد شاید خدا کے عذاب کی ایک ہلکی سی جھلک ہے، اُس عذاب کی جو آخرت میں ہو سکتا ہے۔

پھر وہ ہر اُس راہ کی طرف بھاگتی جو اُسے لگتا کہ خدا کی مغفرت کی راہ ہے تا کہ اس درد سے نجات ملے۔ اُس نے جماعت کا کام شروع کر دیا اور وہ مشکل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی بساط کے مطابق اُن کی مدد کرنے کی کوشش کرتی کہ شاید اس طرح اسے سکون ملے۔ اس کے گھر والے پریشان ہوتے کہ تمہیں کیا ہوا ہے۔ کوئی عورت تمہیں کہہ دے کہ فلاں جگہ آؤ اور میری مدد کرو تو تم دن ہو یا رات اُس کی مدد کے لئے بھاگتی ہو۔ پھر اُسے لگا کہ روزے بہت سارے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں تو اس نے درد کے وقفے کے دوران روزے رکھے کیونکہ درد کے وقفے میں وہ بالکل ٹھیک ہوتی تھی اور آخری آپریشن کو چھ ماہ گزر گئے تھے۔ روزوں سے اسے لگا کہ اس کے جسم میں طاقت آ رہی ہے، اب وہ بھاگ سکتی ہے۔ وہ روزہ رکھ کر بچوں کے ساتھ خوب بھاگتی دوڑتی اور کھیلتی تھی۔ اب وہ خوش رہنے لگی تھی۔ اُس نے ایک ماہ نفلی روزے رکھے اور اسے معلوم ہوا کہ روزے کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔ روزے تو جادو کی طرح ہیں۔ اُس کی درد کا وقفہ بڑھنے لگا۔ اب درد کم ہوتی تھی اور بہت دیر کے بعد کبھی دو ماہ کبھی تین ماہ کے بعد ہونے لگی۔ روزوں سے اُسے لگا کہ وہ ایک نئی انسان بن گئی ہے، اُس کے جسم میں چُھپی ہوئی بے شمار توانائی تھی جو بچوں کے ساتھ کھیلنے اور بھاگنے دوڑنے سے باہر آ گئی ہے اور بچے بھی خوش رہنے لگے تھے۔ پھر اچانک اُسے احساس ہوا کہ اُسکی درد تو بہت کم ہو گئی ہے مگر پہلے وہ خدا کی مغفرت کی طرف بھاگ رہی تھے اب وہ خدا کی محبت کی طرف بھاگ رہی ہے۔ اُسے محسوس ہوا کہ خدا کی ذات کی خوشبو اُس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس کو احساس ہوا کہ اس کا خدا تو بے حد خوبصورت ہے۔ یہ احساس کہ خدا اُس کے آس پاس ہے اس وقت بہت طاقتور ہوتا تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اُس کے ملک تشریف لائے اور اُس نے ان کی امامت میں نمازیں ادا کیں۔ جیسے ہی حضور اقدس تلاوت شروع کرتے وہ بہت رونا شروع کر دیتی۔ مگر اس رونے میں بہت سوز اور بہت مزا تھا۔ ساری نماز میں وہ روتی رہتی۔ حضور اقدس کی تلاوت اُسے خدا کی طرف کھینچتی تھی۔ اُسے محسوس ہوا کہ خدا کی مغفرت کو حاصل کرنے کی خواہش اپنی جگہ ہے مگر خدا کی محبت پانے کی خواہش اس سے زیادہ توانا اور خوبصورت ہے۔ اب اس کو خدا کے فضل سے درد نہیں ہوتی۔ وہ دعا کرتی ہے

کہ اس دنیا اور آخرت میں ہر تکلیف، درد، ہر غم، ہر مصیبت سے بچی رہے اور خدا کا قرب پالے۔ اس کی روحانی ہجرت کا سفر جاری ہے۔ خدا کرے کہ ہمیشہ جاری رہے۔ خدا نے اُسے مضبوطی عطا کر دی ہے۔ اب وہ اپنے پر ترس نہیں کھاتی۔ اب بھی وہ لوگوں کی بھاگ بھاگ کر مدد کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اب اس کے گھر والے بھی خوش ہیں۔ اُن کو معلوم ہے یہ خدا کی طرف جانے کا سفر ہے اور ہمیشہ وہ اس کی مدد کرتے ہیں۔

ہم یہ سوچیں تو سہی کہ ہم یہاں یورپ میں یا اگر کسی اور ملک میں آئے ہیں تو ہم نے یہ کہہ کر پناہ لی کہ ہمیں پاکستان میں تبلیغ کرنے اور اپنی جماعتی ذمہ داریاں ادا کرنے کی اور عبادت کرنے کی آزادی نہیں ہے۔ مگر یہاں تو خدا کے فضل سے آزادی ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واسطہ دے کر دوسرے ملکوں میں پناہ لی ہے کیونکہ ہمیں صرف احمدی ہونے کی وجہ سے پناہ ملی ہے۔ پھر اگر ہم اپنے گھروں میں، اپنے ذاتی دھندوں میں اتنے مگن ہو جائیں کہ ہمارے لئے وقت نکال کر تبلیغ کرنا یا دین کا کام کرنا مشکل لگے تو یہ بات خدا کو پسند نہیں۔ کیا معلوم خدا کو ہماری لاپرواہی پسند نہ آئے اور گھروں کے امن نہ رہیں۔ ہم سوچیں کہ جس کے نام کا واسطہ دے کر ہم نے خدا سے ان پُر امن اور خوبصورت ملکوں کے ویزے لئے ہیں اُس کے دین کی خدمت کرنا ہم پر فرض ہے اور یہ بھی خدا کے فضلوں پر شکر کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔

ہجرت چاہے عارضی ہو یا مستقل ہو انسان کو بیحد مضبوط کرتی ہے۔ یہاں تک کہ خدا کی خاطر جو بھی سفر اختیار کیا جائے چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا وہ انسان کے لئے کامیابیاں لاتا ہے اور بہت ساری خوشیاں لاتا ہے۔

ہجرت کی فضیلت اس لئے بھی ہے کہ وہ دشمنیاں ختم کرتی ہے۔ ہجرت کر کے اگر انسان کینہ، دشمنی، عداوت، غصہ وغیرہ نہ چھوڑے تو ہجرت شدید نقصان دیتی ہے۔ کیونکہ انسان کینہ، غصہ دل میں رکھ کر کڑھتا رہتا ہے اور دشمنوں سے اتنی دور ہوتا ہے کہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ کینہ تو ویسے بھی خدا کو ناپسند ہے پھر ہجرت کی نیکی کے بعد اپنے دل میں غصہ رکھے تو اس سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔

ہم دو دو دن کا کوڑا اپنے گھر میں رکھ لیں تو اتنی بو ہوتی ہے کہ گھر میں کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر سالہا سال کا کینہ اپنے سینے میں رکھتے ہیں جو کوڑا کرکٹ کی طرح ہوتا ہے۔ اس سے روح بیمار ہوتی ہے اور انسان کمزور ہوتا ہے۔ ہم دل سے یہ کوڑا باہر پھینکیں گے تو مضبوط ہوں گے۔ کینہ انسان کو کمزور کر دیتا ہے اور پھر انسان خود پر ترس کھاتا ہے کہ 'میں بیچارہ'، 'میرے ساتھ فلاں نے یہ کیا میں اس کا کچھ بگاڑ نہ سکا'۔ پس ہجرت کرنے کے بعد اپنے سینوں میں کینے نہ پالیں اس سے اپنی ہی صحت خراب ہوگی دشمنوں کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ دشمنیاں انسان کی خوشیوں کو کھا جاتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

❁❁❁❁❁❁

ٹب مین برگ، بومی کاؤنٹی (لائبیریا) میں

احمدیہ مسلم کلینک کا شاندار افتتاح

وائس پریذیڈنٹ آف لائبیریا کی بطور مہمان خصوصی شمولیت۔

تقریب میں ہیلتھ منسٹر، تین سینیٹرز، کاؤنٹی پریذیڈنٹ اور دیگر معززین کی شرکت۔

اخبارات اور ریڈیو میں مؤثر کوریج

(منصور احمد ناصر۔ جنرل سیکرٹری جماعت لائبیریا)

لائبیریا کے دارالحکومت منروویا سے قریباً 75 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک نہایت پُرفضا مقام پر ایک چھوٹا سا شہر آباد ہے جس کا نام ٹب مین برگ (Tubmanburg) ہے۔ یہ بومی کاؤنٹی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ 2005ء میں جماعت احمدیہ نے اس شہر کے ایک اہم علاقہ میں حکومت سے ایک قطعہ اراضی خریدا جس کا رقبہ ایک ایکڑ ہے۔ مرکز کی منظوری سے یہاں کلینک کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ کلینک کے ساتھ ہی تین اپارٹمنٹس پر مشتمل ایک خوبصورت عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ اپارٹمنٹس بطور مشن ہاؤس، ڈاکٹر اور پرنسپل کی رہائشگاہ بنائے گئے ہیں۔

یکم ستمبر 2007ء بروز ہفتہ کلینک کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی لائبیریا کے نائب صدر عزت مآب Joseph N Boakai تھے۔ کلینک کی عمارت کو اس موقع پر خوب سجایا گیا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر سارے ماحول کو روحانیت کے نور سے منور کر رہی تھی۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم محمد اینن صاحب نائب امیر لائبیریا نے چند تعارفی کلمات پیش کئے۔ بعد ازاں مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں نصرت جہاں سکیم پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس مبارک سکیم کے تحت خدمت خلق کے جذبہ سے جماعت احمدیہ نے افریقہ بھر میں ہسپتالوں اور سکولوں کا جال بچھا دیا ہے جن میں احمدی ڈاکٹر اور ٹیچرز اپنی زندگیاں وقف کر کے دن رات خدمات بجا لا رہے ہیں۔ احمدیہ مسلم کلینک ٹب مین برگ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ آپ نے اس نیک مقصد میں گورنمنٹ آف لائبیریا کی طرف سے تعاون کا شکریہ بھی ادا کیا۔

محترم امیر صاحب کی تقریر کے بعد ہیلتھ منسٹر اور سپرنٹنڈنٹ بومی کاؤنٹی نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ لائبیریا کی خدمات کو سراہا اور نئے کلینک کی تعمیر کے لئے دلی خوشی کا اظہار کیا اور حکومت کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

آخر پر اس تقریب کے مہمان خصوصی Joseph N. Boakai وائس پریذیڈنٹ آف لائبیریا نے خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شہری کو صحت اور تعلیم کی بنیادی سہولت فراہم کرنا حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ جماعت احمدیہ نے ان ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لئے حکومت کا ساتھ دے کر اپنی مخلصانہ دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ جس کے لئے حکومت ان کی مشکور ہے اور ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوست وہ ہے جو ضرورت کے وقت کام آئے۔ انہوں نے شہریوں کو کہا کہ وہ جماعت کی ان خدمات سے کم حقہ فائدہ اٹھائیں۔

گورنمنٹ آفیشلز کو مخاطب کرتے ہوئے نائب صدر نے جماعت سے ہر قسم کے تعاون کی تلقین کی۔ انہوں نے کلینک کی خوبصورت بلڈنگ اور اس میں موجود سہولیات پر دلی خوشی کا اظہار کیا۔

محترم امیر صاحب نے نائب صدر صاحب کی خدمت میں قرآن کریم کا نسخہ پیش کیا جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور کہا کہ ہمیں مذہبی رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ انہوں نے تقریب میں لائبیریا کی کونسل آف چرچز کے سیکرٹری جنرل کی شمولیت پر بھی خوشی کا اظہار کیا۔

محترم نائب صدر صاحب نے ربن کاٹ کر کلینک کا باقاعدہ افتتاح کا اعلان کیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ شرکاء کی تعداد تین صد کے قریب تھی۔

ملکی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اس تقریب کی نہایت مؤثر اشاعت کی اور ریڈیو Bomi نے دو گھنٹے کی Live نشریات دیں جبکہ Clar TV نے آدھے گھنٹے کا پروگرام دکھایا۔ Real TV نے خبروں میں اس کا ذکر مؤثر رنگ میں کیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ احمدیہ مسلم کلینک کو دکھی انسانیت کی خدمت کا مؤثر ذریعہ بنائے اور دور و نزدیک اس کی نیک شہرت پھیل جائے اور جماعت کی نیک نامی کا باعث بنے۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی

واقعہ صلیب کے 550 دن بعد اپنے بھائی سے ملاقات

(سید مبارک علی۔ ربوہ)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں کا عام عقیدہ یہ ہے کہ واقعہ صلیب کے تیسرے دن حضرت مسیح آسمان پر اٹھا لئے گئے اور کسی وقت دوبارہ آسمان سے اتریں گے۔ مگر یہ عقیدہ نہ عقل کے معیار پر پورا اترتا ہے نہ ہی پرانی تحریرات پوری طرح اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ خود موجودہ نیا عہدنامہ بھی پوری طرح اس عقیدہ کی تصدیق نہیں کرتا۔ مگر نئے عہد نامہ کے علاوہ بہت سی قدیم کتابیں اور خطوط اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد لمبا عرصہ زندہ رہے اور یروشلم سے باہر تشریف لے گئے اور اس زمانہ میں اپنے حواریوں اور عزیزوں سے ملتے رہے۔ ان تحریرات میں ایک تحریر حضرت مسیح علیہ السلام کے بھائی یعقوب کی ہے جس کا نام "The Apocryphon of James" ہے اور قبطی زبان میں ہے جو مصر کی زبان تھی۔ اس تحریر میں حضرت مسیح کے کسی بلند مقام سے نیچے آ کر یعقوب اور پطرس سے ملنے اور دوسرے حواریوں سے الگ خفیہ طور پر ان کو ہدایات دینے کا ذکر ہے۔ یعقوب کا بیان ہے کہ حضرت مسیح جی اٹھنے کے 550 دن بعد ہمیں ملے اور ہم نے ان کو کہا:

Have you departed and removed yourself from us?

کیا آپ دُور چلے گئے ہیں اور ہم سے اپنے آپ کو پرے کر لیا ہے؟

اس پر حضرت مسیح نے جواب دیا:

No, but I shall go to the place from where I came, if you wish to come with me come;

نہیں، مَیں تو وہاں واپس جاؤں گا جہاں سے آیا ہوں۔ اگر تم میرے ساتھ آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ۔

گفتگو کے دوران میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بھائی سے یہ بھی کہا کہ مجھے واپس جانے کا اشتیاق ہے مگر تم مجھے کیوں روک رہے ہو۔ تم نے مجھے 18 دن سے اپنے پاس میری تمثیلیں سننے کے لئے روک رکھا ہے ...... مَیں اب زیادہ عرصہ تمہارے پاس ٹھہرنا نہیں چاہتا ...... مَیں اب وہاں چڑھ کر جاؤں گا جہاں سے آیا تھا"۔

اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام واپس چلے گئے اور یعقوب، ان کے بھائی کہتے ہیں کہ مَیں یروشلم چلا آیا۔

ان تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ کے بعد لمبا عرصہ زندہ رہے اور کسی بلند مقام پر تشریف لے گئے مگر وقتاً فوقتاً اپنے حواریوں اور رشتہ داروں سے انہوں نے رابطہ رکھا۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

قبولیت دعا کے خاص اوقات

(سید شمشاد احمد ناصر ۔ امریکہ)

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے وہ اپنے بندوں کی پکار ہر وقت سنتا ہے۔ رمضان المبارک میں اس کی رحمت اور قبولیت دُعا کے دروازے زیادہ وا ہوجاتے ہیں۔ بعض خاص ایسی گھڑیاں ہوتی ہیں جن میں دُعائیں خاص طور پر قبولیت کا شرف پاتی ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(1)

بعض لوگ نماز تو جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں اور پھر بعد میں لمبی لمبی دُعائیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ دُعا کا بہترین وقت نماز ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

اَقْرَبَ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ۔

(مسلم کتاب الصلوۃ مایقول فی الرکوع والسجود)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے سجدہ میں بہت دُعا کیا کرو۔

ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ رکوع اور سجدہ میں قرآنی دُعائیں نہ پڑھی جائیں۔ ہاں آنحضرت ﷺ سے جو دُعائیں ثابت ہیں وہ پڑھی جاسکتی ہیں۔

پس نماز پوری تسلی سے ٹھہر ٹھہر کر آہستہ آہستہ پڑھنی چاہئے اور رکوع وسجود میں کثرت سے دُعا مانگنی چاہئے۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگنی چاہئیں اس سے رقت اور حضورِ قلب پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نماز کے اندر اپنی زبان میں دُعا مانگنی چاہئے۔ کیونکہ اپنی زبان میں دُعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہئے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے اور اس کے بعد مقررہ دُعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں۔ لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دُعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضورِ دل پیدا ہو جاوے۔ کیونکہ جس نماز میں حضورِ دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں۔ جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دُعا کی جاوے۔ نادان لوگ نماز کو تو ٹیکس جانتے ہیں اور دُعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دُعا ہے۔ دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت اِنسان کو نماز کے اندر دُعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقعہ پر دُعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح، سجدہ میں بعد تسبیح، التحیات کے بعد کھڑے ہو کر، رکوع کے بعد بہت دُعائیں کرو تا کہ مالا مال ہو جاؤ۔ چاہئے کہ دُعا کے واسطے روح پانی کی طرح بہہ جاوے۔ ایسی دُعا دِل کو پاک وصاف کر دیتی ہے۔ یہ دُعا میسر آوے تو پھر خواہ اِنسان چار پہر تک دُعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعائیں مانگنی چاہئیں۔

دُعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے۔ بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنی زبان میں دُعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔"

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 54-55)

(2)

دُعا کی قبولیت کے لئے سب سے اہم وقت تہجد کا وقت ہے۔ آدھی رات گزرنے کے بعد جب انسان خدا تعالیٰ کے حضور روئے، گڑگڑائے، دُعا کرے تو خدا تعالیٰ خاص طور پر اس کی سنتا ہے۔

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو مَیں اس کو جواب دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو مَیں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں؟

یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تہجد کی نماز بڑی لمبی پڑھا کرتے تھے۔ قیام اتنا لمبا ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ آپ ﷺ کا قیام، آپ کا رکوع، آپ کے سجود سب لمبے ہوتے۔ آپ امت کے لئے دُعاؤں میں مصروف رہتے۔

اگر چہ لوگ نماز تراویح میں شامل ہوتے ہیں پھر بھی تہجد کے وقت اٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اصل وقت دُعاؤں کا اور قبولیت دُعا کا تہجد کا وقت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دُعا کرنے کا موقعہ بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دُعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 245)

(3)

رمضان المبارک میں قبولیتِ دُعا کا ایک اور وقت اِس حدیث نبوی ﷺ میں درج ہے۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِہٖ لَدَعْوَۃً مَّا تُرَدُّ۔

(ابن ماجہ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، روزہ دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دُعا رَدّ نہیں کی جاتی۔

روزہ افطار کرنے سے قبل کا وقت قبولیت دُعا کا بہترین وقت ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور وہ اس طرح کہ کم از کم دس پندرہ منٹ قبل از افطار انسان تنہائی میں بیٹھ کر خدا کے حضور روئے، گڑگڑائے، دُعا کرے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر اوقات یہی وقت گپوں میں اور فضول باتوں میں ضائع کر دیا جاتا ہے۔ کیا گھروں میں اور کیا مساجد میں لوگ اس وقت کو باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اس وقت کی قدر کریں۔ خود بھی دعائیں کریں اور اپنے بھائیوں کو اور دوستوں کو، اپنی مستورات کو اور اپنے بچوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ اس سے ان کا خدا سے تعلق بھی مضبوط ہو گا، روحانیت بڑھے گی، خدا پر یقین میں بھی اضافہ ہوگا اور دُعائیں بھی مقبول ہوں گی۔

(4)

ایک اور وقت جو قبولیتِ دُعا کا خاص وقت ہے وہ مساجد سے تعلق رکھتا ہے۔ لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے رمضان میں کثرت سے مساجد میں جاتے ہیں۔ یہ طریق رمضان کے بعد بھی جاری رہنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلدُّعَآءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دُعائیں ردّ نہیں ہوتیں۔ یعنی جب آپ مسجد میں ہوں اور اذان ہو جائے اس وقت سے لے کر جب تک اقامت کہی جائے دُعاؤں کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔ اس وقت سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ قبولیتِ دُعا کا وقت رمضان میں بھی ہے اور رمضان گزرنے کے بعد بھی۔ اس دوران ایک انسان نفل پڑھ سکتا ہے، ذکرِ الٰہی کر سکتا ہے، تلاوت قرآن کریم کر سکتا ہے۔

(5)

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تین اشخاص کی دُعا کبھی ردّ نہیں کی جاتی۔ ایک امام عادل کی دُعا۔ دوسرے روزہ دار کی دُعا یہاں تک کہ وہ افطار کرے اور تیسرے مظلوم کی دُعا۔

پھر ایک اور حدیث میں جو حضرت انسؓ سے مروی ہے، ذکر ہے کہ تین اشخاص کی دُعائیں عند اللہ قبولیت کا شرف پاتی ہیں۔ والدین کی اولاد کے حق میں دُعا، روزہ دار کی دُعا، مسافر کی دُعا۔

ہر دو احادیث میں روزہ دار کی دُعا کا خاص طور پر ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ کے دوران لغو باتیں نہ کی جائیں۔ جھوٹ نہ بولا جائے، گالی گلوچ نہ کی جائے، بے ایمانی نہ کی جائے تا کہ روزہ کا تقدس قائم رہے اور روزہ دار کی دُعا قبولیت کا شرف پائے۔

(6)

حدیث میں آتا ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ اس کے راوی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جب مسلمان کو ایسی گھڑی ملے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو دُعا مانگے وہ قبول کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ یہ گھڑی بہت ہی مختصر ہوتی ہے۔

پس جمعہ کا دن بھی بہت مبارک، اہم اور قبولیتِ دُعا کا دن ہے۔ اس لئے جمعہ کے دن کثرت سے دُعائیں کی جائیں خصوصاً جمعہ کی ادائیگی کے وقت بلکہ سارا دن ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں گزارنا چاہئے۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے حضرت اوس بن اوس بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دِنوں میں سے بہترین دِن جمعہ کا دِن ہے اس دِن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دِن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی خاص برکتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق بخشے اور ہماری عاجزانہ التجاؤں اور دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے اس مبارک موقع پر شکرانہ کے طور پر دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کی تجویز دی تھی جسے حضور ایدہ اللہ نے منظور فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ احباب کی یاد دہانی کے لئے تحریر ہے کہ وہ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی اس شکرانہ فنڈ میں دلی محبت اور خلوص کے ساتھ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی برکات سے دائمی حصہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

جادو اور ٹونے ٹوٹکے کی حقیقت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15/جولائی 2006ء میں مکرم عبدالوہاب احمد شاہد صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں جادو وغیرہ کی حقیقت اور اس بارہ میں اسلامی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے۔

مذہب سے دوری اور قرآنی تعلیم سے ناواقفیت کے نتیجہ میں معاشرہ میں کئی قسم کے لایعنی امور تعویذ گنڈے، جادو ٹونے اور کئی نوع کی بدعات و بدرسومات کا شکار ہوجاتا ہے جن کا دین اور شریعت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کریم جو کامل و مکمل شریعت ہے اس میں جادوٹونے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ قرآن کریم نے لفظ ''سحر'' کو دھوکہ فریب جھوٹ، ملمع سازی اور خفیہ سازش وغیرہ کے معنوں میں استعمال کیا ہے جن کا سہارا نبی کے مخالفین لیتے ہیں تاکہ نبی پر ایمان لانے سے لوگوں کو روک سکیں۔

نبیوں اور رسولوں پر بھی دشمن ساحر ہونے کا الزام لگاتے ہیں کہ یہ فریب اور جادو وغیرہ کے زور سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ نبیوں کی تعلیم کو بھی فریب ہی کہا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ اگر ہم کاغذوں میں کتاب کی شکل میں بھی پیش کرتے جسے یہ چھو بھی لیتے تو بھی یہی کہتے کہ یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ جب حضرت موسیٰ روشن نشان لائے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو ایک فریب ہے جو بنایا گیا ہے۔ معاندین نے بعض اوقات جادوگروں یعنی علم توجہ اور مسمریزم کے ماہرین کو بھی بلا لیا تا ان کے ذریعہ انبیاء پر اپنا اثر ڈالیں اور ان سے عجیب و غریب حرکات کرواکراُن کے ماننے والوں کو ان سے بدظن کرکے ہٹالیں۔ چنانچہ یہ مضمون سورہ اعراف اور الشعراء کے علاوہ بھی قرآن کریم میں کئی جگہ پر بیان ہوا ہے کہ مخالفین اپنے ساحرانہ منصوبوں اور سازشوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے خواہ وہ کسی بھی نوع کی ہوں۔ یہ فریب کاریاں اور جادو ٹونے ٹوٹکے سب شیطانی عمل ہیں ان کو مٹانے کے لئے ہی تو اللہ تعالیٰ انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ: ''جادو بھی شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کی یہ شان نہیں ہوتی کہ ان پر جادو کا کچھ اثر ہو سکے بلکہ ان کو دیکھ کر جادو بھاگ جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی (طٰہٰ:70)''۔ (ملفوظات جلد نمبر5 ص348)

اس دنیا میں انتقامی کارروائیاں بھی چلتی ہیں جن کے تعلق میں دھوکہ فریب اور جادوگری وغیرہ کھیل کھیلے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس قسم کے آدمی ہوا کرتے ہیں جن کا یہ پیشہ ہوا کرتا ہے کہ وہ لوگوں پر جادو کریں اور یہ لوگ خفیہ سازشوں اور شرارتوں کے ذریعہ لوگوں کو سزا دیتے ہیں مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے دشمنی رکھتا ہے تو وہ اس شخص کو ویسے ہی کوئی تعویذ بنا دیں گے یا کوئی دھاگہ گرہیں ڈال کر دیدیں گے کہ یہ کسی طرح اپنے دشمنوں کو کھلاؤ یا ان کے گھر میں ڈال دو لیکن دراصل یہ صرف ایک ظاہر بات اس شخص کو دھوکہ دینے والی ہوگی اور خفیہ طور پر وہ اس کے دشمن کو کسی دوائی کے ذریعہ سے بیمار یا مجنون کرنے یا ہلاک کرنے پر کمر باندھیں گے اور کسی نہ کسی حیلہ سے اس کام کو پورا کرکے اپنے جادوگر ہونے کا لوگوں کو یقین دلائیں گے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو توجہ کے ذریعہ سے اس معاملہ میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو دکھ دینے کے درپے رہتے ہیں ان کا مطلب بھی سوائے شرارت کے اور کچھ نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے پیشہ کو مخفی رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعلیم سے دُوری اور جہالت کی وجہ سے سادہ مخلوق کو توہمات کا شکار کرکے چالاک وشاطر لوگ اس کو اپنی کمائی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ پہلے وہ دوسرے کو کسی وہم میں ڈالتے ہیں اور پھر شاطرانہ طور پر اُس سے مالی منفعت حاصل کرکے اپنی ہی چھپائی ہوئی رسیاں اور بال وغیرہ نکال کردکھاتے ہیں۔

معاندین نے اپنی ساحرانہ کارروائیوں کا رُخ آنحضرت ﷺ کی طرف بھی موڑا۔ یہود جو آپؐ سے شدید عناد رکھتے تھے اور ہر وقت موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ اپنے فریبانہ حربوں سے آپؐ کو نقصان پہنچاسکیں لیکن اللہ تعالیٰ کا آپ سے وعدہ تھا کہ اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا اس لئے یہود جس راہ سے بھی آتے تھے ناکام ہوتے تھے۔ ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملا دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بتا دیا اور آپ محفوظ رہے۔ ایک مرتبہ جب آپ بیمار تھے تو یہود نے علم توجہ اور مسمریزم کے ذریعہ فائدہ اٹھانا چاہا اور خیال کیا کہ ہم مشہور کردیں گے کہ یہ بیماری ہماری ساحرانہ کارروائیوں کا نتیجہ ہے۔ مگر یہ سکیم بھی ان کی خاک میں مل گئی کیونکہ اللہ نے آپ کو بتا دیا اور آپؐ نے ان چیزوں کنگھی بال وغیرہ کو جن کے ذریعہ سے یہودیوں نے علم توجہ وغیرہ کو مرکوز کرکے آپ پر ساحرانہ اثر ڈالنا تھا نکلوا کر دفنا دیا۔ وہ لوگ بڑے ہی ظالم اور عقل کے کورے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ حضور ﷺ پر اس ناپاک سازش کا اثر ہوگیا تھا وہ یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن تو کہتا ہے کسی نبی ورسول پر جادو ٹونے وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر بڑے بڑے ماہر جادوگر آئے تھے مگر ناکام ہو گئے تھے تو پھر نبیوں کے سردار پر اس ناپاک شیطانی عمل کا کیسے اثر ہوسکتا تھا۔ قرآن ایسے بدفطرت لوگوں کو ظالم کہتا ہے جیسا کہ فرمایا: ظالم لوگ کہتے ہیں کہ تم محض ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جو سحر زدہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت عائشہؓ کی اس بارہ میں روایت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کا صرف اتنا مطلب ہے کہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو فرشتوں کے ذریعہ سے خبر دی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کا اثر ہو بھی گیا تھا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے سے شدید عناد رکھتا ہو تو اس کی توجہ دوسرے شخص پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ یہ بھی مسمریزم کی ایک قسم ہوتی ہے جس میں دوسرے پر توجہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہودیوں نے بھی نبی کریم ﷺ کے متعلق کوشش کی۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کے جادوٹونے کی چیزیں نکال کر زمین میں دفن کردیں تو یہویودں کو خیال ہوگیا کہ انہوں نے جو جادو کیا تھا وہ باطل ہو گیا ہے تو یہودیوں کی وہ توجہ ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو ان تمام باتوں کا علم دیدیا گیا جو یہودی آپؐ کے خلاف کررہے تھے۔ پس آپؐ کو غیب کی باتوں کا علم ہو جانا اور یہودیوں کا اپنے مقصد میں ناکام رہنا آپؐ کے سچا رسول ہونے کی واضح اور بیّن دلیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت عائشہؓ کی بیان فرمودہ حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ اول تو اس حدیث کا راوی صرف ایک شخص ہے یعنی ہشام حالانکہ اتنے بڑے واقعہ کے واسطے ضروری تھا کہ کوئی اور صاحب بھی اس کا ذکر کرتے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح بھی ہو تو اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ پر اس جادو کا کچھ اثر ہو گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ پر جادو کا اثر نہ ہونے کی ایک ظاہر دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مسحور کہنا تو قرآن شریف میں کفار کا قول ہے جو جھوٹا قول ہے اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ہے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ پھر کس طرح ممکن ہوسکتا ہے کہ کسی یہودی کا جادو آنحضرت ﷺ پہ چل جاتا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ''یہ بات بالکل غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مقابلہ پر جادو غالب آ گیا۔ ہم اس کو کبھی نہیں مان سکتے ...... یہ عقل بھی تسلیم نہیں کرسکتی کہ ایسے عالی شان نبی پر جادو اثر کر گیا۔ ایسی باتیں کہ اس جادو کی تاثیر سے (معاذاللہ) آنحضرت ﷺ کا حافظہ جاتا رہا، یہ ہوگیا اور وہ ہوگیا کسی صورت میں صحیح نہیں ہوسکتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خبیث آدمی نے اپنی طرف سے ایسی باتیں ملادی ہیں ...... جو حدیث قرآن کے برخلاف آنحضرت ﷺ کی عصمت کے برخلاف ہو اس کو ہم کب مان سکتے ہیں ...... ایسی بات کہ آنحضرت ﷺ پر (معاذاللہ) جادو کا اثر ہوگیا تھا اس سے تو ایمان اٹھ جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد پنجم ص348)

پس جادو اور ٹونے ٹوٹکے حقیقت میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ بلکہ علم توجہ اور مسمریزم کی مشق کرنے والے بعض چیزوں پر توجہ مرکوز کرکے کمزور لوگوں کی طبائع پر ساحرانہ اثر ڈالتے اور عجیب وغریب امور اور حرکات ظاہر کرتے کرواتے ہیں جس کا وقتی طور پر کمزور اور وہمی طبیعتوں پر اثر ہوجاتا ہے اور یہ صورت حال یا عمل چند منٹ قائم رہتا ہے اور بس۔

اللہ تعالیٰ کے پاک اور برگزیدہ بندے اس علم توجہ کے اثر سے کلیۃً محفوظ رہتے ہیں اور علم توجہ کو حقیقی روحانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعودؑ پر بھی ایک ہندو نے جو علم توجہ کا ماہر تھا اثر ڈالنے کا عمل کیا تھا مگر بری طرح ناکام ونامراد رہا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اس نے حضور کے سامنے بیٹھ کر خاموشی کے ساتھ حضور پر اپنی توجہ کا اثر ڈالنا شروع کیا مگر تھوڑی دیر کے بعد اس شخص کے بدن پر کچھ لرزہ آیا لیکن وہ سنبھل گیا اور پھر زیادہ زور کے ساتھ توجہ ڈالنی شروع کی۔ اس پر اس نے ایک چیخ ماری اور بے تحاشا مسجد سے بھاگتا ہوا نیچے اتر گیا۔ جب اس کے ہوش ٹھکانے ہوئے تو اُس نے بیان کیا کہ میں علم توجہ کا بڑا ماہر ہوں میں نے ارادہ کیا تھا کہ مرزا صاحب پر توجہ ڈال کر ان سے مجلس میں کوئی نازیبا حرکت کراؤں مگر جب میں نے ان پر توجہ ڈالی تو میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک شیر کھڑا ہے۔ پھر توجہ ڈالی تو دیکھا کہ وہ شیر خوفناک صورت میں مجھ پر حملہ آور ہوا ہے جس پر میرے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور میں مسجد سے بھاگ اٹھا۔

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ اپریل 2006ء میں مکرم اظہر احمد بزمی صاحب کی ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب پیش ہے:

ہر پیڑ بریدہ سر اور بوم تماشائی
پھر بھی یہ کہے واعظ گلشن میں بہار آئی
ہر سمت کھلے مقتل مسجد ہو کہ معبد ہو
یہ خونِ گلستاں ہے کہ انجمن آرائی
تصویر محبت کی ہونا تھا جسے صاحب
جب ظلم نے پہنی تو کیا رنگ قبا لائی
کچھ ہوش کرو صاحب اے چارہ گراں سمجھو
ناکردہ گناہوں کی کیوں ہم نے سزا پائی
مانا کہ دوا بھی ہے ہاتھوں میں شفا بھی ہے
بیمار نہ گر چاہے کیا کیجئے مسیحائی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/مئی 2006ء میں مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کا خدام احمدیت سے منظوم خطاب شائع ہوا ہے۔ اس میں سے چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں:

اک آگ سی سینوں میں دہکائے ہوئے رہنا
سجدوں سے جبینوں کو چمکائے ہوئے رہنا
بے چین سدا رہنا دنیا کی ضلالت پر
گمراہیٔ عالم پر غم کھائے ہوئے رہنا
مومن ہو تو مت سیکھو منکر کی طرح ہرگز
آفات سے ڈر جانا گھبرائے ہوئے رہنا
افضالِ الٰہی پر لازم ہے تشکّر ہی
کچھ زیب نہیں دیتا اِترائے ہوئے رہنا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

5th October 2007 – 11th October 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 5th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 10, recorded on 8th June 1986.
02:50 Al-Maa'idah: A cookery programme teaching how to prepare a variety of dishes.
03:05 MTA Variety: a discussion on the topic of prophecies regarding the Holy Prophet (saw) in the Bible.
03:35 Seerat-un-Nabi (saw): a seminar on the topic of the Holy Prophet's (saw) love of God.
04:25 Tilaawat
05:00 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa.
06:05 Tilaawat & MTA News
08:25 Siraiki Service
09:05 Indonesian Service
10:10 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 2, recorded on 3rd January 1987.
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
14:30 Friday Sermon [R]
15:45 Tilaawat
17:40 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Dars-ul-Qur'an [R]
22:40 Friday Sermon [R]
23:55 Tilaawat

Saturday 6th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
02:25 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 2, recorded on 3rd January 1987.
04:15 Tilaawat
04:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th October 2007.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:30 Friday Sermon [R]
09:35 Indonesian Service
10:35 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 24th January 1987.
13:10 Tilaawat & MTA News
13:20 Bangla Schomprochar
14:50 Ramadhan Question and Answer: Question and Answer programme presented by Munir-ud-din Shams, with guests Munir Javed, Naseer Qamar and Abdul Majid Tahir. Recorded on 29th October 2005.
15:55 Tilaawat
17:35 Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet (saw).
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:40 MTA International Jama'at News
21:10 Dars-ul-Qur'an [R]
23:45 Tilaawat

Sunday 7th October 2007

00:00 Tilaawat & MTA News Review
01:55 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 3, recorded on 24th January 1987.
04:25 Tilaawat & Dars-e-Hadith
04:55 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th October 2007.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:30 Children's class with Huzoor, recorded on 27th November 2004.
09:35 MTA Travel: programme featuring a visit to the Millennium Dome in London.
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 4, recorded on 10th January 1987.
12:35 Dars-e-Hadith
13:00 MTA International News Review
13:35 Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadi Muslim Community.
14:40 Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet's (saw), including a speech by Abdul Khaliq Khalid.
15:50 Tilaawat [R]
17:35 Learning Arabic: lesson no. 20
18:30 Arabic Service: Mutabaat. An Arabic discussion programme about contemporary issues relating to Islam that arise in the media.
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 133, Recorded on 29th February 1996.
20:40 MTA International News Review
21:10 Dars-ul-Qur'an [R]
22:40 MTA Travel [R]
23:00 Tilaawat

Monday 8th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:35 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 4, recorded on 10th January 1987.
03:10 Seerat-un-Nabi (saw): A programme about the life of the Holy Prophet's (saw), including a speech by Abdul Khaliq Khalid.
04:20 Tilaawat
04:50 Learning Arabic: lesson no. 20
05:40 MTA Travel: programme featuring a visit to the Millennium Dome in London.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
08:25 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 10th January 2004.
09:30 Medical Matters: a health programme on the topic of depression.
10:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 24th August 2007.
10:50 Jalsa Speeches: speech delivered by Muhammad Hameed Kauser on the topic of the life and character of the Promised Messiah (as), on the occasion of Jalsa Salana Qadian 2006.
11:45 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 5, recorded on 24th January 1987.
13:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
14:05 Bangla Schomprochar
15:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 3rd November 2006.
16:15 Dars-e-Hadith
16:35 Tilaawat [R]
17:40 Medical Matters: a health programme on the topic of depression.
18:30 Arabic Service
19:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 134, Recorded on 5th March 1996.
20:30 MTA International Jama'at News
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:15 Jalsa Speeches [R]
23:05 Tilaawat

Tuesday 9th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 5, recorded on 24th January 1987.
02:50 Dars-e-Hadith
03:10 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion programme on the topic of the honesty of the Holy Prophet (saw)
03:55 Tilaawat
04:55 Friday Sermon: recorded on 27th October 2006.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
08:35 Learning Arabic, lesson no. 21
09:10 MTA Variety: a discussion programme on the topic of Global Warming and it's impact on our environment.
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 6, recorded on 30th January 1987.
12:45 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:45 Bangla Schomprochar
14:45 Jalsa Salana Japan 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th May 2006 at Jalsa Salana Japan.
15:40 Tilaawat
17:30 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion programme on the topic of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
18:00 MTA Travel: a programme featuring a visit to Toronto, the commercial capital of Canada, including a trip to CN tower and Niagara falls.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:40 MTA Variety: a discussionon the topic of Global Warming [R]
23:35 Tilaawat

Wednesday 10th October 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
02:05 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 6, recorded on 30th January 1987.
03:45 Tilaawat & Dars-e-Hadith
04:15 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the topic of the life and character of the Holy Prophet (saw).
04:55 Jalsa Salana Japan 2006: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 13th May 2006 at Jalsa Salana Japan.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor, recorded on 17th February 2007.
09:15 Indonesian Service
10:15 Al Maa'idah: a programme teaching how to prepare various savoury dishes on the occasion of Eid.
10:45 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 7, recorded on 31st January 1987.
12:50 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
14:00 Bangla Schomprochar
15:00 Al Maa'idah [R]
15:20 Seerat-un-Nabi (saw)
15:55 Kasauti: a quiz programme
16:30 Tilaawat
17:30 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 27th July 1984.
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 135, recorded on 6th March 1996.
20:30 MTA International Jamaat News
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
23:05 Tilaawat

Thursday 11th October 2007

00:00 Tilaawat & MTA News Review
01:30 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 7, recorded on 31st January 1987.
03:15 Tilaawat
04:00 Seerat-un-Nabi (saw): A discussion on the life of the Holy Prophet (saw), hosted by Dr Muhammad Ashraf.
04:50 Dars-e-Hadith: Selected sayings of the Holy Prophet (saw) on the topic of the blessings of Ramadhan. Hosted by Shabbir Ahmad Saqib.
05:10 Jalsa Speeches: speech delivered by Raja Naseer Ahmad about the life of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra), recorded on the occasion of Jalsa Salana Germany on 21st August 2004.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
08:35 Children's Class with Huzoor, recorded on 11th December 2004.
09:45 Indonesian Service
10:40 Al Maa'idah: a cookery programme teaching how to prepare Kebabs.
11:05 Dars-ul-Qur'an: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 8, recorded on 6th February 1987.
13:00 Tilaawat
13:05 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon, delivered on 5th October 2007.
14:15 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Recorded on 9th July 1995.
15:25 Seerat-un-Nabi (saw): a discussion programme on the topic of the life and character of the Holy Prophet (saw).
16:30 Tilaawat
17:30 MTA Variety: a discussion on the topic of prophecies regarding the Holy Prophet (saw) in the Bible.
18:00 Al Maa'idah [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme, hosted by Muhammad Sharif.
20:30 MTA News Review
21:05 Dars-ul-Qur'an [R]
22:55 Tilaawat

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday 28 September, 2007 | Issue No. 39

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

آپ یہاں دینی اور روحانی ترقی کے لئے آئی ہوئی ہیں اس لئے جلسہ کے پروگراموں کو توجہ سے سنیں۔

برلن میں زیر تعمیر مسجد کے لئے احمدی خواتین کی مثالی قربانیوں کا تذکرہ۔

ایک احمدی عورت کو صرف اپنی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اپنی نسلوں کو جو ملک اور جماعت کی امانت ہے ایسے رنگ میں پروان چڑھانا ہے کہ دنیاداری اور لغویات سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اس کے لئے ایک مجاہدہ کی ضرورت ہے، عبادتوں کے معیار بڑھانے کی ضرورت ہے۔

(جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات سے خطاب۔ خطاب سے قبل تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد اور میڈلز کی تقسیم)

مالٹا اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے بعض غیر از جماعت معززین کی حضور انور سے ملاقات۔ بعض جرمن، سری لنکن، بوزنین اور عرب احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت۔

(جرمنی میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

یکم ستمبر 2007ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 5:30 منٹ پر جلسہ گاہ میں نماز فجر پڑھائی اور نماز کی ادائیگی کے بعد اپنی رہائشگاہ پر جاتے ہوئے افسر صاحب جلسہ سالانہ سے جلسہ سالانہ کے انتظامات اور کل کی رجسٹریشن کے بارہ میں استفسارات فرمائے۔ حضور انور اپنے دفتر امور کی سرانجام دہی کے بعد 12 بج کر 5 منٹ پر لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز فرمایا۔ مکرمہ مدیحہ احمد صاحبہ نے سورۃ الفرقان کی آخری آیات (آیات نمبر 72 تا 78) کی تلاوت کی۔ مکرمہ ریحانہ اختر صاحبہ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد مکرمہ ثمینہ ظفر صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ''بشیر احمدؓ، شریف احمدؓ اور مبارکہؓ کی آمین'' سے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔

تقسیم اسناد و میڈل

نظم کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور نے تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات میں اپنے دست مبارک سے اسناد اور میڈلز تقسیم فرمائے۔ ان خوش نصیب طالبات کے نام درج ذیل ہیں:۔

نورین اصغر (O Level)، صبیحہ اعوان صاحبہ (O Level) ماہم احمد صاحبہ (O Level)، ضحیٰ اسلام صاحبہ (O Level)، نمود سحر خان صاحبہ (O Level)، ہبۃ الحبیب نیر صاحبہ (O Level)، صباح احمد صاحبہ (O Level) طاہر احمد صاحبہ (O Level)، نوید سحر شیخ صاحبہ (O Level)، صدف شاہد صاحبہ (O Level)، منتہیٰ شفیق صاحبہ (O Level)، عنبر چوہدری صاحبہ (Dr. Med)، مدیحہ مصدق صاحبہ (MSc Physics)، نورین عظمیٰ صاحبہ (Dr.Med)، رومہ پاشا صاحبہ Master in Medical Technology)، مصور ریاض صاحبہ (Dr.Med)، عظمیٰ بٹ صاحبہ (Dr.Med)، ہما خدیجہ رانا صاحبہ (Dr.Med)، شبانہ کوثر صاحبہ (Dr.Med)، خولہ مریم ہیوبش صاحبہ Master in journalism & Literature)، آصفہ عزیز زیروی صاحبہ (A Level)، صبا نور چیمہ صاحبہ (A Level)، عائشہ صدف جمشید صاحبہ (A Level)، فریحہ نعیم صاحبہ (A Level)، نادیہ شکیل صاحبہ (A Level)، زبدہ خان صاحبہ (A Level)، کشور عروج ملک صاحبہ (A Level)، مبشرہ الیاس صاحبہ (Master in Architecture)، قانتہ انور احمد صاحبہ (Dr.Med)، فرح خدیجہ صاحبہ، (Master in Curative Pedagogy)، مہوش شاہد صاحبہ (Best in Math in her Region)، ثمینہ ملک صاحبہ (Apothekerin)، شگفتہ ملک صاحبہ (Master in Social Pedagogy)، مہوش سیال صاحبہ (Best in Math in Whole Germany)۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ سے خطاب فرماتے ہوئے عورتوں کو پردہ کی پابندی، فضول خرچی سے بچنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ باندھے ہوئے عہد بیعت کا پاس رکھتے ہوئے اپنی اور اپنی اولاد کی احسن رنگ میں تربیت کرنے کی تلقین فرمائی۔ نیز جلسہ سالانہ کے دنوں میں تربیتی اور روحانی معیار کو بلند کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

خلاصہ خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

12 بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (سورۃ الفرقان: 74) کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ یہ اللہ کے منکروں کے درمیان اور اس کی اطاعت کرنے والوں کے درمیان فرق کرنے والی بات ہے۔ یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جس سے ایک احمدی اپنے ایمان کو پرکھ سکتا ہے۔ جو شخص قرآن کریم کے سات سو یا پانچ سو حکموں کی پیروی نہیں کرتا وہ اپنا جائزہ لے سکتا ہے۔ اس لئے ایک احمدی کی ذمہ داری کئی گنا ہو جاتی ہے کہ وہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کی اگر کسی کی ذمہ داری مقدر ہے تو وہ ایک احمدی کے ذریعہ ہے۔ آپ یہاں دینی اور روحانی ترقی کے لئے آئی ہوئی ہیں اس لئے جلسہ کے پروگراموں کو پوری توجہ سے سنیں۔ ٹولیاں بنا کر باتیں نہ کرتی رہیں۔ زیبائش نہ دکھائیں۔ اگر آپ توجہ سے جلسہ نہ سنیں گی تو اس کا آپ کے بچوں پر بھی اثر پڑے گا۔ ان دنوں کو دین سیکھنے اور روحانی ترقی حاصل کرنے میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ نصیحت فرماتا ہے رحمٰن کے نیک بندوں میں عاجزی ہوتی ہے جو تکبر سے بچاتی ہے۔ اگر کوئی جہالت سے اور تکبر سے بات کرتے ہوئے کوئی بات کر بھی جائے تو تمہارا ردّعمل ویسا نہ ہو۔ ہمیشہ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی نصیحت یہ ہے کہ اگر اللہ کا پیار حاصل کرنا ہے تو جھوٹی اَنا کو ختم کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نیک بندے نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ دیکھا دیکھی لباس میں مقابلہ بازی ہو جاتی ہے۔ یہ لغو باتیں ہیں۔ بیویاں خاوندوں کو مجبور کرتی ہیں اور خاص طور پر پاکستان میں جا کر شادیوں پر، پھر مرد بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں اور مرد زیادہ جاہل ہیں جو ان باتوں میں آ کر قرضے بھی لے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی سے منع فرمایا ہے اور کنجوسی سے بھی منع فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر بڑا احسان ہے کہ ایک بڑی تعداد پیسہ جوڑ کر چندہ دیتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے برلن میں زیر تعمیر مسجد کے لئے عورتوں کی مثالی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدی خواتین بڑی قربانی کر رہی ہیں۔ کسی نے پیسہ دیا ہے، کسی نے زیور دیا ہے۔ ہر احمدی عورت کا یہ طرہ امتیاز ہے۔ بچت ہمیشہ اس لئے کریں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اور پھر اسے خرچ بھی کریں اس طرح ایمان میں ترقی کریں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ایک حکم پردہ ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ معاشرہ کے زیر اثر پردہ کا خیال نہیں رکھتیں۔ بازاروں میں جاتے ہوئے پردہ نہیں کرتیں اور اپنے لباس کا خیال نہیں رکھتیں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اور پردے میں ہی ایک احمدی بچی کا تقدس ہے، اس کو ہمیشہ قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پردے کا حکم دیا ہے۔ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو کہتے ہیں کہ پردے کا حکم پرانا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سارے حالات کا پتہ تھا۔ پس اپنے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں